ائمہ حنفیہ کی کوششیں

شرک اور اس کے وسائل

کے بیان میں

تالیف

ڈاکٹر محمد بن عبد الرحمٰن الخمیس

اردو ترجمہ

سعید مرتضیٰ ندوی



نام کتاب : ائمہ حنفیہ کی کوششیں شرک اور اس کے وسائل کے بیان میں

مولف : شیخ محمد بن عبدالرحمن الخمیس

مترجم : سعید مرتضی ندوی

صفحات : ۸۳

ناشر : وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد، مملکت سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إن الحمد لله، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ آل عمران:١٠٢۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو جیسا ڈرنے کا حق ہے اور بجز اسلام کے کسی اور حالت پر جان مت دینا۔

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ النساء:١۔

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان دار سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے

مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو، بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلاً سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ الاحزاب: ۷۰، ۷۱۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو، اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

اما بعد:

سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے، اور بدترین چیز نئی نئی باتیں ہیں اور ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جانے والی ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ علماء حنفیہ جو فروع میں امام ابو حنیفہ کی طرف نسبت رکھتے ہیں اور اصول میں ان کی موافقت کرتے ہیں، قبر پرست

مبتدعین کے رد میں اور شرک، اس کی انواع اور اس کے وسائل نیز بعض مسلم معاشروں میں ان کے اسباب اور شکلوں کے بیان میں ان علماء کی لائق قدر اور قابل شکر کوششیں رہی ہیں۔

اور اسی طرح یہ لوگ بھی مالکی، شافعی اور حنبلی علماء کے اس قافلہ و جماعت میں شامل ہیں جو اس میدان میں آئے تاکہ توحید کی حمایت اور قبر سے متعلق نیز دوسری بدعات کے مقابلے اور شرک اور اس کے ذرائع کے سدباب کا کام کریں۔

اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حنفیت کی طرف منسوب بعض علماء نے بھی قبر سے متعلق مشرکانہ بدعات کے مقابلے کے لئے دوسرے اہل مذاہب کی طرح جدوجہد کی ہے، اور شرک و بدعت سے خالی وپاک عقیدہ کی طرف سے دفاع اور اس کی طرف دعوت کے سلسلے میں ان کی بھی قابل قدر مساعی ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے اہل سنت وجماعت کے ائمہ ابوحنیفہ ومالک وشافعی واحمد وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی اتباع و پیروی کی ہے جنہوں نے حرم توحید کی حمایت اور شرک واہل شرک کے حملوں کا زور توڑنے کے لئے اپنی پوری کوششیں صرف کی ہیں، جبکہ بعض کا خیال ہے کہ مشرکانہ اور قبر پرستی پر مبنی بدعات کے مقابلے اور رد کا کام صرف علماء حنابلہ نے کیا ہے، حالانکہ یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

ایسے ہی لوگوں کے لئے اس بابت علماء حنفیہ کی کچھ کوششوں کو میں یہاں پیش کر رہا ہوں تاکہ مبتدعین پر حجت قائم ہو، اور اس کے بعد ان شاء اللہ وقت کی وسعت اور اپنی صلاحیت کے مطابق میں ان چیزوں کو پیش کروں گا جن سے مالکی و شافعی علماء کی اس سلسلہ کی کوششیں سامنے آسکیں۔

یہاں میں ائمہ حنفیہ کے اقوال سے کچھ نمونے شرک کی تعریف اور اس کی اقسام اور صورتوں وذرائع کے بیان میں پیش کروں گا، میں نے اس رسالے کو چار عناوین میں تقسیم کیا ہے۔

۱-شرک کی تعریف علماء حنفیہ کے نزدیک۔

۲-شرک کی اقسام علماء حنفیہ کے نزدیک۔

۳-شرک کے ان وسائل وذرائع کا بیان جن سے علماء حنفیہ نے توحید کی حمایت و حفاظت کے سلسلہ میں ڈرایا ہے۔

۴-شرک کے بعض نمونے جن کا تذکرہ علماء حنفیہ نے کیا ہے۔

میں اللہ ہی سے طالب ہوں کہ اس کتاب سے سب کو نفع پہنچائے اور اس کو خالص اپنی رضا کے لئے بنائے اور قیامت کے دن میرے نامۂ اعمال میں اس کو شامل فرمائے۔حسبنا الله ونعم الوكيل۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

مبحث اول:

علماءحنفیہ کے نزدیک شرک کی تعریف

علماء حنفیہ کے نزدیک شرک کی تعریف اور اس کے معنی کو بیان کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ ہم شرک کے لغوی معنی کو بیان کریں، لہٰذا ہم کہتے ہیں:

لفظ شرک لغۃً شَرکه فِي كذا يشركه، شِركاً و شِركةً، سے ماخوذ ہے اور اسم ہے، أَشْركه فِي كذا ويُشْركهُ اور شاركَه فِي كذا ويُشاركهُ فيه بھی استعمال ہوتا ہے، جس کا مَفہوم ہے کسی چیز کے اندر کسی کو حصہ دینا یا کسی کے ساتھ شامل ہونا خواہ یہ حصہ دینا اور شامل ہونا تھوڑی حد ومقدار میں ہو یا زیادہ اور کسی معنوی و وصفی چیز میں ہو یا کسی مادّی چیز وذات میں۔

اور شرعاً شرک توحید کی ضد ہے، جیسے کہ کفر، ایمان کی ضد ہے۔

امام عبدالقادر دہلوی[1] فرماتے ہیں:

---

(۱) عبدالقادر بن ولی اللہ بن عبدالرحیم عمری دہلوی حنفی، ممتاز علماء میں سے تھے، ۱۲۳۰ھ میں وفات پائی، دیکھئے نزھۃ الخواطر ۷/ ۳۰۲-۳۰۴۔ کتاب میں عبدالقادر بن عبدالرحیم لکھا ہے، یہ صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ مراد امام ولی اللہ دہلوی کے صاحبزادے، مترجم قرآن، عبدالقادر دہلوی ہیں، عبدالرحیم شاہ ولی اللہ کے والد اور عبدالقادر کے جدامجد ہیں۔ (از مترجم)

شرک یہ ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کو کسی غیر اللہ کے اندر مانے، مثلاً یوں کہے کہ فلاں ہر چیز کو جانتا ہے، یا مثلاً یہ اعتقاد رکھے کہ فلاں جو چاہے کرسکتا ہے اور کرتا ہے، یا یہ دعویٰ کرے کہ فلاں کے ہاتھ میں میرا سارا بھلا و برا ہے، یا غیر اللہ کے لئے ایسی تعظیم و تکریم کرے جو صرف اللہ تعالیٰ کے ہی شایان شان ہے، مثلاً یہ کہ کسی شخص کو سجدہ کرے یا اس سے اپنی کسی ضرورت کو طلب کرے یا اس کے بارے میں اعتقاد رکھے کہ وہ حاجت روائی کرسکتا ہے۔ (۱)

اس تعریف سے واضح ہے کہ شیخ عبدالقادر کے نزدیک شرک اللہ تعالیٰ کے افعال و صفات میں کسی کو شریک کرنے، نیز بندوں کے ان افعال کو جن کا مقصد عبادت ہو شامل ہے۔

اسی طرح امام محمد اسماعیل دہلوی (۲) اور شیخ ابوالحسن ندوی (۳) فرماتے ہیں

---

(۱) توضیح القرآن ۱/۱۰۵، اس میں توضیح القرآن لکھا ہے، صحیح موضح القرآن ہے۔ (از مترجم)

(۲) محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ بن عبدالرحیم عمری دہلوی حنفی، دہلی میں ۱۱۹۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۶ھ میں وفات ہوئی، ان کی تصنیفات میں تقویۃ الایمان اور تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین وغیرہ ہیں۔ یہاں بھی تصحیح کرلی جائے، محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن عبدالرحیم نہیں بلکہ محمد اسماعیل بن عبدالغنی بن ولی اللہ بن عبدالرحیم ہیں۔

(۲) اور عربی عبارت انہی کی قلم سے ہے۔

-الفاظ ان ہی کے ہیں-:

شرک اس پر موقوف نہیں ہے کہ انسان کسی کو اللہ کا ہمسر قرار دے اور دونوں کو بغیر کسی فرق وامتیاز کے برابر سمجھے، بلکہ شرک کی حقیقت یہ ہے کہ جن چیزوں اور کاموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات عالی کے ساتھ مخصوص قرار دیا ہے اور ان کو عبودیت کا شعار بنایا ہے انسان ان کو انسانوں میں سے کسی فرد کے لئے انجام دے، مثلاً کسی کے لئے سجدہ کرنا اور کسی کے نام سے جانور ذبح کرنا، یا کسی کو خوش کرنے کے لئے جانور ذبح کرنا اور پریشانیوں میں اس سے مدد طلب کرنا، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے، موجود اور دیکھنے والا ہے، اور اس کے لئے کائنات میں تصرفات کو ماننا، ان ساری باتوں کی وجہ سے شرک ثابت ہوتا ہے اور ان کی وجہ سے آدمی مشرک قرار پاتا ہے۔ [1]

شرک کی یہ تعریفات پورے طور پر اس بات کو نمایاں کرتی ہیں کہ متعدد ائمہ حنفیہ نے شرک کے بیان اور اس کی تعریف میں صرف ربوبیت کے معاملہ پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ - جیسا کہ آپ نے دیکھا - انہوں نے غیر اللہ کے لئے عبادت (وامور عبادت) کی انجام دہی کو سب سے بڑا شرک قرار دیا ہے،

(۱) تقویۃ الایمان، ص:۲۹، ۳۰، رسالۃ التوحید، ص:۳۶۔

خواہ وہ غیر کوئی ہو اور یہی شرک ایسا شرک ہے جو عمل کو ضائع کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مرتکب کے نفل و فرض اور صدقہ وفدیہ کسی چیز کو قبول نہیں فرماتے، اس شرک کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ الزمر: ۶۵۔

اور آپ کی طرف بھی اور آپ سے پہلے جو پیغمبر گزرے ہیں ان کی طرف بھی یہ بات وحی میں بھیجی جا چکی ہے کہ اے مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام سب غارت ہو جائے گا اور تو خسارہ میں پڑے گا۔

نیز فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾ البقرہ: ۲۱۷۔

اور جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے، پھر کافر ہی ہونے کی

حالت میں مرجائے، تو ایسے لوگوں کے نیک اعمال دنیاو آخرت میں سب غارت ہو جاتے ہیں۔

نیز فرمایا ہے:

﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ﴾ المائدہ: ۷۲۔

بیشک جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک قرار دے گا، سو اس پر اللہ تعالیٰ جنت کو حرام کر دے گا اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لاَ يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ النساء: ۴۸۔

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دیں گے۔

خلاصہ یہ کہ مشرک کا عمل ضائع ہو جاتا ہے اور شرک کرنے والا خسارہ میں رہنے والوں میں سے ہے، جنت اس پر حرام ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے شرک کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔

یہ ساری صورتیں اور شکلیں جن کا ان علماء نے تذکرہ کیا ہے اور ان کو پیش کیا ہے، یہ سب اس شرک اکبر میں سے ہیں جو قدیم عربوں میں پایا جاتا تھا اور اس امت میں باقی رہ گیا ہے، شیطان نے ان لوگوں کے لئے ان اعمال کو بنا اور سنوار دیا ہے، اس کی وجہ سے یہ لوگ ان اعمال کے حق میں کمزور قسم کے دلائل سے استدلال کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا ہے اور ان سے ہی نقل کیا ہے:

﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ الزمر:۳۔

ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنادیں۔

نیز فرمایا ہے:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ

يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ یونس:۱۸۔

اور یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی ارشادات ہیں۔

مشرکین کی طرف سے یہ سب اس کے ساتھ ہوتا تھا کہ وہ اس کا بھی اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق ورازق اور جلانے والا اور مارنے والا ہے، اور وہی کائنات کا مدبر اور نظم وانتظام کرنے والا اور چلانے والا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کے بارے میں نقل کیا ہے، چنانچہ فرمان باری ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ لقمان:۲۵۔

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔

ذرا اس عجیب تناقض وتضاد کو دیکھو اور اس گمراہی کو دیکھو کہ اللہ ہی نے

اس کو پیدا کیا اور وہی روزی دیتا ہے اور اس کو اس کا اقرار ہے پھر بھی وہ غیر کی پرستش کرتا ہے، سبحان اللّٰه عما یشرکون، اللہ ان چیزوں سے پاک ہے جن کو وہ شریک بناتے ہیں۔

اور چونکہ بہت سے جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ توحید ربوبیت ہی مطلوب اور کافی ہے، اس لئے ان کے لئے الوہیت کے شرک میں پڑنا آسان ہو گیا ہے اور وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے، خواہ دعا و فریاد کی شکل میں ہو یا کسی اور شکل میں، اور انہوں نے یہ نہیں سمجھا کہ "دعا ہی عبادت ہے" جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:[1]

---

(۱) مسند احمد ۴/۲۶۷، ۲۶۷، ۲۷۲، وابو داود ۲/۱۶۱، کتاب الصلاۃ، باب الدعاء، حدیث ۱۴۷۹، وترمذی (۲۱۱) حدیث ۲۹۶۹، کتاب التفسیر، باب و من سورۃ البقرہ ۵/۳۷۴، حدیث ۳۲۴۷، باب و من سورۃ المؤمن، ۵/۴۵۶، حدیث ۳۳۷۲، کتاب الدعاء، باب ماجاء فی فضل الدعاء، وابن ماجہ ۲/۱۲۵۸، حدیث ۳۸۲۸، کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، وبخاری الادب المفرد ص: ۱۰۵، وابن ابی شیبہ ۲۱/۶ حدیث ۲۹۱۶۷، باب فضل الدعاء، وابن حبان ۲/۱۲۴، حدیث ۸۸۷ (احسان) وبیہقی شعب الایمان ۲/۳۷ حدیث ۱۱۰۵، ومستدرک حاکم ۱/۴۹۱، حاکم نے کہا ہے: حدیث صحیح الاسناد ہے، لیکن اس کو بخاری ومسلم نے روایت نہیں کیا ہے، ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور طبری نے بھی اپنی تفسیر میں (۲۴/۷۸، ۷۹) روایت کیا ہے، سب نے اس کو یسیع کندی کے واسطے سے حضرت نعمان بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اس لئے اس قسم کا شرک جاہلوں میں کثرت سے واقع اور آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے، اس کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ اہل علم اس سلسلہ میں کوتاہی کرتے ہیں، بلکہ علم سے نسبت رکھنے والے بعض لوگ خود بھی انحراف میں پڑ جاتے ہیں۔

لیکن شرک کی اقسام کے بیان میں علماء حنفیہ کے کلام سے نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ربوبیت میں شرک اور عبودیت وصفات میں شرک سب کو برابر قرار دیا ہے اور ان میں سے کسی ایک نوع پر انہوں نے اکتفا نہیں کی ہے بلکہ سب کو ذکر کیا ہے۔

مبحث دوم:

علماء حنفیہ کے نزدیک شرک کی اقسام

شرک کی جن اقسام کا تذکرہ آگے آرہا ہے، ان کا جائزہ لینے پر یہ بات ہمارے لئے پور طور پر واضح ونمایاں ہوتی ہے کہ یہ اقسام صرف ربوبیت کے پہلو تک محدود نہیں ہیں بلکہ ان سے تجاوز کر کے عبودیت والوہیت میں شرک تک پہنچ گئی ہیں، جیسا کہ آگے آئے گا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں شرک تک یوں پہنچ گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کوئی صفت مخلوق میں سے کسی پر منطبق کی جائے یا کسی مخلوق کے حق میں اس حد تک غلو کیا جائے کہ اس کو معبود برحق کے مرتبہ تک پہنچادیا جائے، آپ کے سامنے شرک کی اقسام کے بیان میں علماء حنفیہ کی تصریحات پیش کی جارہی ہیں۔ [1]

(۱) قابل لحاظ بات یہ ہے کہ شرک کی جن اقسام کا بیان علماء حنفیہ کی تصریح میں آرہا ہے یہ محض ان اعمال شرکیہ کی صورتیں ہیں جو بعض اسلامی معاشروں میں جہالت کے عام ہونے کی وجہ سے پائی جاتی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان حضرات نے اس کام کے لئے محنت کی ہے، لیکن اگر عبادت میں شرک کا تذکرہ مختصراً کرنے کے ساتھ دلائل بھی بیان کرتے تو میرے نزدیک زیادہ نفع بخش تھا۔ (=)

۱-امام احمد سرہندی[1] فرماتے ہیں:

شرک کی دو قسمیں ہیں:

اول: واجب الوجود میں شرک، دوم: عبادت میں شرک۔

۲-امام احمد رومی[2] اور شیخ سجان بخش ہندی دونوں نے (شرک کی) چھ اقسام ذکر کی ہیں، جن میں آیا ہے:

(=) ان حضرات نے شرک کی انواع کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور معاملہ یہ ہے کہ جن عبادات میں شرک ہوتا ہے وہ ان اعمال میں منحصر نہیں ہیں جن کا تذکرہ کیا ہے بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت سے اعمال ہیں، پھر حنفیہ نے صرف انہیں کے بیان وذکر پر کیوں اکتفا کی، تاہم اس سے ہماری یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ علماء حنفیہ نے بھی عبادت کے اعمال میں شرک سے ڈرانے کا بڑا اہتمام کیا ہے۔

(۱) احمد سرہندی: احمد بن عبد الاحد سرہندی حنفی ماتریدی نقشبندی، انہوں نے ماتریدیہ کے مذہب کے مطابق عقائد کو بیان کیا ہے اور صوفیہ کی رسم ورواج کو درست کیا ہے، ان کا ایک رسالہ نبوت کے اثبات کے سلسلہ میں اور ایک شیعہ امامیہ کے رد میں ہے اور دوسرے رسائل بھی ہیں، ۱۰۳۴ھ میں سرہند کے مدرسے میں وفات ہوئی اور وہیں دفن کئے گئے، تفصیلی احوال کے لئے ملاحظہ ہو: نزھۃ الخواطر ۵/ ۴۳-۵۵۔

(۲) احمد رومی: احمد بن محمد اقحصاری حنفی، جو "رومی" سے مشہور ہیں، خلافت عثمانیہ کے علماء میں سے تھے، ان کی کئی تصانیف ہیں، علوم شریعت سے ان کا تدریس وافتاء وتصنیف سب شکلوں میں اشتغال رہا، ۱۰۴۳ھ میں وفات ہوئی۔ حالات کے لئے دیکھئے: ہدیۃ العارفین (۱/ ۱۵۷) ومعجم المؤلفین (۲/ ۸۳)

"شرک التقریب"، یعنی غیر اللہ کی عبادت، اللہ کا قرب [۱] حاصل کرنے کے لئے کرنا۔ [۲]

۳- اور تھانوی [۳] نے شرک کی کئی اقسام ذکر کی ہیں، جن میں بعض حسب ذیل ہیں:

(۱) شرک فی العبادۃ [۴] (عبادت میں شرک)

---

(۱) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ الزمر: ۳۔ اور ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو اللہ کا مقرب بنائیں۔

(۲) مجالس الابرار علی خزینۃ الاسرار ۱۵۰-۱۵۲۔

(۳) تھانوی: محمد بن علی بن حامد بن صابر حنفی عمری تھانوی، متکلم وادیب اور فقیہ وماتریدی تھے، ۱۱۵۸ھ سے قبل باحیات تھے (ملاحظہ ہو: نزہۃ الخواطر ۶/۲۷۸ و معجم المؤلفین ۱۱/۴۷) موصوف کا پورا نام محمد علی بن علی ہے اور ان کا سن وفات ۱۱۹۱ھ ہے۔ (از مترجم)

(۴) یہ منع ہے، اس لئے کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولاً أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ النحل: ۳۶۔ اور ہر امت میں ہم کوئی نہ کوئی پیغمبر بھیجتے رہے ہیں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچتے رہو۔ نیز ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَاقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ﴾ الاعراف: ۵۹۔ ہم نے نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، سو انہوں نے فرمایا: اے میری قوم! تم صرف اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمہارا معبود ہونے کے لائق نہیں۔ (=)

(۲)طاعت میں شرک۔[1]

(۳)نام رکھنے میں شرک۔[2]

(=)اور ارشاد ہے:﴿لا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَخْذُولاً﴾ الاسراء:۲۲۔ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو، ورنہ تو بدحال و بے مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی عبادت غیر اللہ کے لئے مت کرو کہ غیر اللہ کی پرستش کرو۔

(۱)اس کا تذکرہ ان آیات میں آیا ہے:﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لاَ تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ﴾ یٰس:۶۰۔ اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ مفہوم یہ ہے کہ شیطان کی اطاعت واتباع ان چیزوں میں نہ کرو جن کا وہ تم کو حکم کرتا ہے کہ اللہ کی نافرمانی کرو، تو اس کی عبادت اس کی اطاعت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ سے یہ بات نقل فرمائی ہے:﴿يَا أَبَتِ لاَ تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا﴾ مریم:۴۴۔ اے میرے باپ تم شیطان کی پرستش مت کرو، بیشک شیطان رحمٰن کی نافرمانی کرنے والا ہے۔

(۲)احتمال ہے کہ اس سے مراد بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لینا ہو، اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَلاَ تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ الانعام:۱۲۱۔ اور ان جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ فسق ہے۔ نیز فرمایا: ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ﴾ البقرہ:۱۷۳۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر صرف حرام کیا ہے مردار کو اور خون کو اور خنزیر کے گوشت کو اور ایسے جانور کو جو غیر اللہ سے نامزد کر دیا گیا ہو۔ (=)

اور احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ بچے کا نام غیر اللہ کی عبودیت کی طرف نسبت کر کے رکھا جائے، جیسے کہ عبد الحارث اور عبد العزی کہا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلاَ لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا﴾الاعراف:۱۹۰۔ سو جب اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو صحیح اولاد دیدی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کا شریک قرار دینے لگے۔ یعنی ان دونوں نے اس بچے میں اللہ کے لئے شریک تجویز کئے جس بچے کو اس نے تن تنہا وجود بخشا اور اس کے ذریعہ انعام کیا اور اس سے والدین کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا اور انہوں نے اس کو غیر اللہ کا بندہ بنادیا، یعنی یا تو انہوں نے اس کا نام غیر اللہ کا بندہ بنا کر رکھا، جیسے عبد الحارث، عبد العزی، عبد الکعبۃ وغیرہ، یا اللہ کے ساتھ دوسرے کو عبادت میں شریک کیا، جبکہ اللہ ہی نے ان دونوں پر وہ تمام احسانات کئے جن کو کوئی بندہ شمار نہیں کرسکتا، یہ ایک نوع سے اس کی جنس کی طرف منتقل ہونے کی بنا پر ہے کہ آغاز کلام (آیت میں) آدم و حواء سے متعلق ہے، پھر گفتگو جنس بنی آدم کی آگئی اور اس میں شک نہیں کہ اولاد آدم میں ایسا بہت ہو رہا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک کے بطلان پر تنبیہ فرمائی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ وہ لوگ اس حرکت کی بنا پر شدید ظلم میں مبتلا ہیں، خواہ شرک اقوال میں ہو یا افعال میں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو محض ایک جان سے پیدا کیا، جس جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور پھر سارے انسانوں کا جوڑا انہیں کے جنس سے بنایا اور ان کے درمیان آپس میں الفت و محبت رکھی، جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے مانوس ہوتے ہیں اور سکون و اطمینان اور لطف و لذت حاصل کرتے ہیں، پھر اس چیز کی طرف ان کی رہنمائی کی جس سے شہوت و لذت اور اولاد و نسل حاصل ہو، پھر ماؤں کے پیٹوں میں ایک وقت کے حساب سے اولاد رکھی، جس سے انسانوں کو دلچسپی ہوتی ہے اور وہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اولاد کو صحیح و سالم پیدا کر کے نعمت کو ان پر پورا کرے اور ان کے مطلوب سے ان کو نوازے، تو کیا وہ اس کا مستحق نہیں کہ لوگ اس کی عبادت کریں اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کریں اور دین کو خالص اسی کے لئے بنائیں۔ ملاحظہ ہو تیسیر الرحمٰن ۹/۱۲۸-۱۳۰۔

(۴) علم میں شرک۔[1]

(۵) قدرت[2] میں شرک۔[3]

۴-امام ولی اللہ دہلوی[4] نے شرک کی کئی اقسام بتائی ہیں جو یہ ہیں:

---

(۱) اس بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ الجن: ۲۶۔ غیب کا جاننے والا وہی ہے، سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ نیز ارشاد ہے: ﴿قُلْ لاَ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ الْغَيْبَ إِلاَّ اللَّهُ﴾ النمل: ۶۵۔ آپ کہہ دیجئے جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین میں موجود ہیں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔

(۲) جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ○أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ﴾ الشعراء: ۷۲، ۷۳۔ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم ان کو پکارتے ہو یا یہ تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ نیز ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لاَ يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا﴾ العنکبوت: ۱۷۔ تم اللہ کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔

(۳) کشاف اصطلاحات الفنون ۴/ ۱۴۶-۱۵۳۔

(۴) امام دہلوی: احمد ولی اللہ بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین عمری دہلوی، ممتاز صلاحیت کے مالک علماء میں سے تھے، ان کی تصانیف میں الفوز الکبیر، البدور البازغۃ اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ ہیں، ۱۱۷۶ھ میں بمقام دہلی وفات پائی (ملاحظہ ہو: نزھۃ الخواطر: ۶/ ۳۹۸-۴۱۵)

(۱) سجود میں شرک۔[1]

(۲) مدد مانگنے میں شرک۔[2]

(۳) نذر ماننے میں شرک۔[3]

---

(۱) جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا﴾ النجم: ٦٢۔ پس اللہ ہی کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ الفاتحہ: ۵۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے: "مدد مانگو تو اللہ سے مانگو" (مسند احمد، ترمذی وغیرہ)

(۳) دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ الانسان: ۷۔ وہ لوگ نذروں کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہو گی۔

اس سلسلہ میں حنفیہ کے کلام کے لئے ملاحظہ ہو: حاشیہ ابن عابدین بر در مختار ۲/۴۳۹، ۴۴۰ اور الابداع فی مضار الابتداع، ص: ۱۸۹، وکتاب زیارۃ القبور، ص: ۲۹، والمجالس الاربعۃ، ص: ۱۴۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ﴾ الحج: ۲۹۔ پھر چاہئے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات کو پورا کریں اور اس مامون گھر کا طواف کریں۔ نیز ملاحظہ ہو: البحر الرائق ۲/۲۹۸ وروح المعانی ۱۷/۳۱۴۔

(۴) نام رکھنے میں شرک۔ [۱]

(۵) طاعت میں شرک کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینے کی نسبت سے۔ [۲]

(۶) ذبیحہ میں شرک۔ [۳]

---

(۱) اس کی بابت گفتگو اور مقصود و دلیل کی طرف اشارہ گزر چکا ہے۔

(۲) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ التوبہ: ۳۱۔ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء و مشائخ کو رب بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ فقط ایک معبود کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ اور ترمذی وغیرہ میں اس کی تفسیر کے تحت آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا ان لوگوں نے ان کے لئے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں بنایا؟ اور انہوں نے اس میں ان کی اتباع کی؟ جواب میں کہا گیا، ہاں، فرمایا: پس یہی ان کی طرف سے علماء و مشائخ کی عبادت تھی۔

(۳) دلیل اللہ تعالیٰ کا قول ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ الانعام: ۱۶۲۔ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ الکوثر: ۲۔ اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔ اس بابت حنفیہ کا کلام دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو "کتاب تحفۃ الفقہاء" ۳/۶۷۔

(۷) جانوروں کو آزاد چھوڑنا۔[1]

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ وَلاَ وَصِيلَةٍ وَلاَ حَامٍ وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ﴾ المائدہ: ۱۰۳۔ اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو، لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں۔

یہ ان مشرکین کی مذمت ہے جنہوں نے دین میں اس چیز کو جائز و شامل کیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی، اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام ٹھہرایا اور اس میں ان کی کچھ اصطلاحات تھیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے معارض اور اس کے خلاف ہیں۔

بحیرہ: اونٹنی جس کے کان کو چیر دیتے تھے اور اس کی سواری کو حرام کر لیتے اور اس کو محترم سمجھتے تھے۔

سائبہ: اونٹنی یا گائے یا بکری جو ایک طے شدہ عمر کو پہنچ جاتی تو ان کو آزاد کر دیتے، پھر نہ ان کی سواری کی جاتی تھی، نہ ان پر بوجھ لادا جاتا تھا اور نہ ان کو کھایا جاتا تھا۔ اور بعض لوگ نذر مان کر اپنے کچھ مال کو بھی اسی طرح چھوڑ دیا کرتے تھے۔

حام: اونٹ جب ایک خاص حالت - جو ان کے درمیان معروف تھی - کو پہنچ جاتا تو اس کی پیٹھ کو سواری اور بوجھ سے آزاد کر دیا جاتا تھا۔ ان سب کو مشرکوں نے بغیر دلیل حرام ٹھہرا رکھا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محض افتراء تھا اور ان کی جہالت و ناسمجھی کا نتیجہ تھا (ملاحظہ ہو: تیسیر الرحمٰن: ۲/ ۳۵۲)

(۸) قسم میں شرک۔[۱][۲]

(۹) حج میں شرک غیر اللہ کے لئے حج کرکے۔[۳][۴]

---

(۱) یہ حکم اس وقت ہے جب قسم کھانے والا جس کی قسم کھارہا ہے وہ اس کے حق میں وہ کمال وعظمت مانتا ہو جو حق تعالیٰ کے شایان شان ہے، یا اس کے ہم پلہ مانے ورنہ تو محض زبان سے قسم کھانا (جبکہ دل میں اس کی قسم کی بات نہ ہو) شرک اصغر ہے اور آدمی کو دین سے باہر نہیں کرتا۔

(۲) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا" (ابوداود، حاکم اور احمد وغیرہ)

اور ایک روایت میں ہے: "جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا" (مسند احمد)

امام ابو حنیفہ سے غیر اللہ کی قسم سے ممانعت آئی ہے، انہوں نے فرمایا ہے: قسم صرف اللہ کی خالص توحید واخلاص کے ساتھ کھائی جائے گی، ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع: ۸/۳۔

اور ابن نجیم حنفی غیر اللہ کی قسم کھانے والے کے متعلق فرماتے ہیں: جو آدمی میری اور تمہاری جان کی قسم کھاتا ہے اس پر کفر کا اندیشہ ہے، ملاحظہ ہو: البحر الرائق: ۱۲۴/۵۔

نیز اس بابت حنفیہ کے کلام کے لئے ملاحظہ ہو: فتاویٰ ہندیہ ۳۲۳/۶، ۳۲۵، ۳۲۶، والبحر الرائق: ۸۸/۳، ۱۲۴/۵۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ آل عمران: ۹۷۔ اور اللہ کیلئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے جو اس کی طرف سفر کر سکے۔

(۴) حجۃ اللہ البالغۃ ۱/ ۱۸۳ اور طبع جدید ۱/ ۳۴۵، نیز البدور البازغۃ، ص: ۱۲۵، ۱۲۷۔

۵-شیخ محمد اسماعیل[۱] نے بھی شرک کی چند اقسام ذکر کی ہیں:

(۱) اولیاء سے دعا اور مدد طلب کرنے کے ذریعہ شرک۔[۲]

(۲) اولیاء کے لئے نذرمان کر اور ذبیحہ کے ذریعہ شرک۔[۳]

(۳) اولیاء سے مدد مانگ کر شرک۔[۴]

(۴) نام رکھنے میں شرک، جس کی صورت یہ ہے کہ اولاد کی نسبت اولیاء کی طرف اس حیثیت سے کی جائے کہ وہ غیر اللہ کا عطیہ وہبہ ہیں، جیسے عبدالنبی، علی بخش، حسین بخش، مرشد بخش، مدار بخش، سالار بخش، اور یہ محض اس طمع میں کہ ان ناموں کے واسطے سے ان لوگوں سے بلائیں دور رہیں گی۔[۵]

---

(۱) ان کا تعارف گزر چکا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلاَ تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَنْفَعُكَ وَلاَ يَضُرُّكَ﴾ یونس:۱۰۶۔ اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت نہ کرنا جو تجھ کو نہ کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ ضرر پہنچا سکے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ الانفال:۹۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اس نے تمہاری سن لی۔ نیز ملاحظہ ہو: روح المعانی: ۱۱/۹۸۔

(۳) اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

(۴) اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

(۵) اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

(۵) غیر اللہ کی قسم۔[۱]

(۶) غیر اللہ کے لئے مثلاً کسی ولی کے نام سے سر پہ چوٹی یا بال کی لٹ رکھنا و چھوڑنا۔[۲]

(۷) بچوں کو کسی ولی کے نام سے خاص انداز کا لباس پہنانا۔

(۸) بچے کے پیر میں کسی ولی کے نام سے بیڑی ڈالنا۔

(۹) غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا۔

(۱۰) غیر اللہ کے لئے علم غیب کا عقیدہ۔[۳]

(۱۱) غیر اللہ کے لئے تصرف کی قدرت ماننا۔[۴]

---

(۱) اس کے دلائل گزر چکے ہیں۔

(۲) اس کے دلائل گزر چکے ہیں، مزید ملاحظہ ہو: البحر الرائق: ۵/ ۱۲۴، ومرقاۃ شرح مشکاۃ ۲/ ۲۰۲وروح المعانی ۷ا/ ۲۱۳۔

(۳) اس کے دلائل گزر چکے ہیں، علم غیب کے مدعی کے لئے حنفیہ کے یہاں کیا حکم ہے؟ اس کے لئے ملاحظہ ہو، فتاویٰ ہندیہ: ۶/ ۳۲۳-۳۲۶، والبحر الرائق: ۳/ ۸۸، ۵/ ۱۲۴۔

(۴) اس کے دلائل گزر چکے ہیں، نیز ملاحظہ ہو: حنفیہ کے کلام کے لئے البحر الرائق: ۲/ ۸۹۲، وروح المعانی ۷ا/ ۲۱۳، والابداع، ص: ۱۸۹۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایاہے:اس سب سے شرک ثابت ہوتا ہے،اور انسان اس کی وجہ سے مشرک ہو جاتا ہے۔[1]

نیز امام محمد اسماعیل[2] دہلوی نے ایک دوسرے موقع پر شرک کی چند اقسام ذکر کی ہیں:

(۱) علم میں شرک۔[3]

(۲) تصرف میں شرک۔[4]

---

(۱) تقویۃ الایمان، ص:۱۹تا۲۱،(اردو ایڈیشن)ور سالۃ التوحید از شیخ ابو الحسن علی حسنی ندوی ص:۲۵تا۳۳۔

(۲) کتاب میں اس موقع سے "محمد بن اسماعیل" آیا ہے، لیکن صحیح محمد اسماعیل ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاءَ﴾ البقرہ:۲۵۵۔وہ جانتا ہے ان کے تمام حاضر وغائب حالات کو،اور موجودات اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لا سکتے، مگر جس قدر وہی چاہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لاَ يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ ○ وَلاَ تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلاَّ لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾ سبا:۲۲،۲۳۔ آپ فرما دیجئے کہ جن کو تم اللہ کے سوا سمجھ رہے ہو ان کو پکارو،وہ ذرہ (=)

(۳)عبادت میں شرک۔ [1]

(۴)عادات واعمال میں شرک۔ [2]

شیخ ابوالحسن علی ندوی نے بھی شیخ اسماعیل کی تائید کی ہے اور قبر پرستوں پر شدید نکیر کی ہے۔ [3]

(=) برابر اختیار نہیں رکھتے، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، اور نہ ان کی ان دونوں میں کوئی شرکت ہے، اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا کسی کام میں مددگار ہے، اور اللہ کے یہاں سفارش کسی کے لئے کام نہیں آسکتی، مگر اس کے لئے جس کی نسبت وہ اجازت دیدے۔

(۱) اس پر کلام گزر چکا ہے۔

(۲) ردالاشراک، ص:۱۶،۱۷۔

(۳) رسالۃ التوحید، ص:۳۴ تا ۴۰ (اور تقویۃ الایمان، ص:۲۱ تا ۳۷)

مبحث سوم:

شرک کے وسائل جن سے علماء حنفیہ نے توحید کے پہلو کی حفاظت کے لئے ڈرایا ہے

علماء حنفیہ نے ان چیزوں کی ممانعت کی صراحت کی ہے جو شرک کے وسائل میں سے ہیں، مثلاً: قبروں کو پختہ بنانا اور ان پر عمارت بنانا[۱] اور ان کو بلند کرنا[۲]

---

(۱) مسلم وغیرہ میں حضرت جابر کی روایت آئی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے، امام ابوحنیفہ اور ان کے زیادہ تر اتباع کا اس بابت کیا موقف ہے؟ اس کو جاننے کے لئے ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ۱/ ۳۲۰، تحفۃ الفقہاء ۳/ ۲۵۶، المتلنۃ، ص: ۲۰۱، فتح الملہم ۲/ ۱۲۱، ۱۲۲، معارف السنن ۳/ ۳۰۵، ۳۰۷، حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح، ص: ۳۳۵، حاشیہ ردالمختار لابن عابدین ۳/ ۲۳۷، والفتاویٰ الہندیہ ۱/ ۱۹۴، البحر الرائق ۲/ ۱۹۴، المبسوط ۲/ ۶۲، حاشیہ مراقی الفلاح، ص: ۴۰۵، الابداع، ص: ۱۹۷ اور زیارۃ القبور، ص: ۲۹۔

(۲) مسلم وغیرہ میں حضرت علی کی روایت آئی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے ان کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ جو اونچی قبر ملے اس کو برابر کردیں۔

اس سلسلہ میں حنفیہ کے موقف سے مزید واقفیت کے لئے ملاحظہ کریں: تبیین الحقائق از زیلعی ۱/ ۲۶۴، فتح الملہم ۲/ ۵۰۶، روح المعانی ۱۵/ ۲۳۷ اور فتح القدیر ۲/ ۱۴۱۔

اور ان پر کچھ لکھنا[1] نیز قبروں کو سجدہ گاہ و عبادت گاہ بنانا۔[2]
اور ان پر روشنی کرنا[3] نماز و دعا میں ان کی طرف رخ کرنا اور ان کو قبلہ

---

(۱) ابو داود و ترمذی وغیرہ نے حضرت جابر سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے اور اس پر کچھ لکھنے سے منع فرمایا ہے۔ حنفیہ کے موقف سے مزید واقفیت کے لئے ملاحظہ ہو: بدائع الصنائع ۱/ ۳۲۰، تحفۃ الفقہاء ۲/ ۲۵۶، تبیین الحقائق ۱/ ۲۶۴، حاشیہ مراقی الفلاح و مراقی الفلاح، ص:۴۰۵ اور الابداع، ص:۱۹۷۔

(۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ و عبادت گاہ بنالیا، ان کی حرکت سے ڈرانے کے لئے آپ نے یہ فرمایا (متفق علیہ) نیز فرمایا: سن لو کہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے تھے، تم قبروں کو ایسا نہ بنانا، میں تم کو اس سے روکتا ہوں (مسلم وغیرہ) نیز احناف کے موقف کو معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو: تبیین الحقائق ۱/ ۲۶۴، روح المعانی ۱۵/ ۲۳۷، المرقاۃ شرح مشکاۃ ۲/ ۲۲، الکوکب الدری ۱/ ۳۱۶، ۳۱۷، زیارۃ القبور مصنفہ برعوی، ص:۲۹ اور المجالس الاربعہ، ص:۱۳۔

(۳) حدیث میں آیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے قبر کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، نیز ان لوگوں پر جو قبروں کو سجدہ گاہ و عبادت گاہ بناتے ہیں اور قبروں پر چراغ جلاتے ہیں (احمد و ترمذی وغیرہ) حنفیہ کے موقف کو معلوم کرنے کے لئے ملاحظہ ہو: الکوکب الدری ۱/ ۳۱۷، الابداع، ص:۱۸۹، زیارۃ القبور، ص:۲۹ اور المجالس الاربعہ، ص:۱۳۔

بنانا [۱] اوران کو جشن کی جگہ بنانا [۲] اوران کے لئے سفر کرنا۔ [۳]

(۵۲) مسلم وغیرہ نے روایت کیاہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "قبروں پر نہ بیٹھا کرواور نہ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرو" اور امام ابوحنیفہ نے بوقت دعا نبی ﷺ کی قبر کے رخ کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے ، دیکھئے: التوسل والوسیلہ ، ص: ۲۹۲، روح المعانی ۶/۱۲۵، مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر ۱/ ۳۱۳۔

(۵۳) ابوداود نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے: "اپنے گھروں کو قبر نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو جشن کی جگہ ، اور مجھ پر درود بھیجو کہ تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے ، تم جہاں کہیں بھی ہو" حنفیہ کے موقف کے لئے ملاحظہ ہو: الابداع ، ص: ۱۸۵۔

(۵۴) امام احمد نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: خاص کسی مسجد میں نماز پڑھنے کے ارادہ سے سواری تیار کرنا - یعنی سفر کرنا - مناسب نہیں ، بجز مسجد حرام اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ کے۔

مبحث چہارم:

شرک کے کچھ نمونے جن سے علماء حنفیہ نے ڈرایا ہے

ہماری اس بات کو جان لینے اور بیان کرنے کے بعد کہ مشرکین عرب ربوبیت کے بارے میں شرک کے اندر مبتلا نہیں تھے بلکہ الوہیت کے معاملے میں مبتلا تھے، یہ کہنا عجیب معلوم ہوتا ہے کہ ربوبیت میں شرک کے بہت سے مظاہر آج امت اسلامیہ میں پائے جارہے ہیں، لیکن یہ تعجب یقیناً دور ہو جائے گا جب قاری ان نمونوں سے واقف ہوگا جن کا تذکرہ اس مبحث میں آرہا ہے، مسئلہ کی اہمیت کی وجہ سے یہاں بعض لمبی عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔

محمد علاء الدین حصکفی[1] غیر اللہ کے لئے نذر ماننے والے کے متعلق فرماتے ہیں: جان لو کہ بہت سے عوام کی طرف سے جو کام مردوں کے حق میں ہوتے

---

(۱) حصکفی: محمد بن علی بن محمد حصنی معروف بہ علاء الدین حصکفی، دمشق میں حنفیہ کے مفتی تھے، ان کی تصانیف میں در مختار شرح تنویر الابصار اور افاضة الانوار علی اصول المنار ہے، ۱۰۸۸ھ میں وفات ہوئی، ملاحظہ ہو خلاصة الاثر ۴/ ۶۳-۶۵، الاعلام ۶/ ۲۹۴۔

ہیں اور شمع وتیل وغیرہ اولیاء کرام کی قبروں تک لے جانے کے لئے جو دراہم لئے جاتے ہیں ان کا قرب حاصل کرنے کیلئے یہ بالاجماع باطل وحرام ہے۔ (۱)

ابن عابدین اس عبارت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان کا قول 'قرب حاصل کرنے کے لئے' مثلاً یوں کہے: اے میرے فلاں آقا اگر میرا غائب واپس آگیا یا میرا مریض ٹھیک ہوگیا یا میرا کام ہوگیا تو آپ کے لئے اتنا سونا یا چاندی یا کھانا یا شمع و تیل میں پیش کروں گا۔

ان کا یہ کہنا کہ 'باطل اور حرام ہے' اس کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں یہ بھی ہے کہ یہ مخلوق کے لئے نذر ہے اور یہ نذر جائز نہیں، اس لئے کہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی، ایک سبب یہ بھی ہے کہ جس کے لئے نذر ہے وہ مردہ ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ (۲)

علامہ آلوسی غیر اللہ سے مدد طلب کرنے والوں نیز مردوں سے غایت درجہ کا تعلق رکھنے والوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جن کا حال یہ ہے کہ مردوں کے لئے طرح طرح کی طاعت کو وہ لوگ اپناتے ہیں جیسے نذر وغیرہ۔

---

(۱) در مختار مع رد المحتار ۲/۴۳۹۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار، ۲/۴۳۹، ۴۴۰۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا﴾ الحج:۷۳۔

جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک مکھی کو تو پیدا نہیں کر سکتے۔

اس میں ان لوگوں کی مذمت کی طرف اشارہ ہے جو اولیاء کے حق میں غلو کرتے ہیں، ان سے مصیبتوں میں مدد طلب کرتے ہیں اور اللہ سے غافل رہتے ہیں اور ان کے لئے نذریں مانتے ہیں، ان میں سمجھدار کہتے ہیں کہ یہ لوگ اللہ کے یہاں ہمارے لئے وسیلے ہیں اور ہم تو نذر اللہ کے لئے مانتے ہیں اور اس کا ثواب ولی کو پہنچاتے ہیں، یہ بات مخفی نہیں کہ یہ لوگ اپنے پہلے دعوے پر ان بت پرستوں سے بہت مشابہت رکھتے ہیں جو کہا کرتے تھے ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ اور ان کے دوسرے دعوے میں کوئی حرج نہ تھا، اگر وہ لوگ اس کی وجہ سے ان سے اپنے مریض کی شفاء اور غائب کی واپسی وغیرہ کو طلب نہ کرتے۔ [1]

(۱) روح المعانی۔

محمد یحییٰ بن محمد اسماعیل [1] کاندھلوی حنفی فرماتے ہیں:

قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس میں یہودیوں سے مشابہت ہے، جنہوں نے اپنے انبیاء اور بڑوں کی قبروں پر مسجدیں بنائی تھیں اور اس میں میت کی تعظیم اور بت پرستوں سے بھی مشابہت ہے۔

اور قبروں پر چراغاں کرنے کی ممانعت اس لئے ہے کہ اس میں اپنے مال کا فضول خرچ کرنا تو ہے ہی، جس سے اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر منع فرمایا ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ الاسراء: ۲۷۔

بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

اسی کے ساتھ یہود سے مشابہت بھی ہے کہ وہ لوگ اپنے بڑوں کی قبروں پر چراغاں کیا کرتے تھے اور قبروں کی تعظیم اور بے فائدہ چیز سے اشتغال بھی

---

(۱) محمد یحییٰ بن محمد اسماعیل کاندھلوی حنفی ادیب وعالم اور فاضل تھے، راسخ علمی ملکہ کے حامل تھے، ان کی تصنیفات میں الکواکب الدراری ہے، ۱۳۳۴ھ میں وفات پائی، دیکھئے: مقدمہ محقق بر مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۷، والعناقید الغالیہ، ص: ۷۴ (کتاب کا نام "الکوکب الدری" ہے، "الکواکب الدراری" نہیں، جیسا کہ رسالہ میں بار بار آیا ہے)

ہے۔[1]

علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں:

میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو جاہلوں کے ان تمام کاموں کو جائز کہتے ہیں جن کو وہ صلحاء کی قبروں سے متعلق انجام دیتے ہیں، مثلاً ان کو اونچا کرنا، پتھر اور پختہ اینٹ سے بنانا اور ان پر چراغوں و قندیلوں کو ٹانگنا، ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا اور ان کا طواف کرنا، ان کو چومنا اور خاص اوقات میں ان کے پاس جمع ہونا وغیرہ۔

یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہے، اور ایک ایسے دین کی ایجاد ہے جس کی اللہ عزوجل نے اجازت نہیں دی۔

تمہاری معرفت حق کے لئے یہ تلاش اور جاننا کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے آپ کی قبر کے ساتھ کیا معاملہ کیا، جبکہ روئے زمین پر سب سے افضل قبر آپ ﷺ ہی کی ہے اور یہ معلوم کرو کہ انہوں نے قبر کی زیارت کے موقع پر آپ کے لئے صلوٰۃ وسلام میں کیا کیا۔ ان سب کو معلوم کرو اور غور کرو کہ دونوں میں کیا فرق ہے؟ اللہ تعالیٰ تم کو ہدایت فرمائے۔[2]

---

(۱) الکوکب الدری ۱/۳۱۶، ۳۱۷۔

(۲) روح المعانی ۱۵/۲۳۹، ۲۴۰۔

امام ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

اے قاری! اگر تجھ کو مشرکین کے عقائد واعمال کے متعلق جو کہا گیا اس کی صحت کی بابت توقف وتردد ہے تو اس زمانے کے خرافات پسندوں کو دیکھو، خاص طور سے ان لوگوں کو جو دار الاسلام کے اطراف میں رہے ہیں کہ ولایت کے متعلق ان کا کیا تصور ہے، یہ لوگ اگرچہ اولیاء متقدمین کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس زمانے میں اولیاء کا وجود محال سمجھتے ہیں، اس لئے قبروں اور اولیاء کی چوکھٹوں پر جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک وبدعات اور خرافات میں مبتلا ہیں، ان پر تحریف وتشبیہ کا بھی تسلط ہوگیا ہے، اور یہ چیزیں ان کے دلوں میں رچ بس گئی ہیں، حتیٰ کہ حدیث صحیح میں جیسا کہ آیا ہے:

"تم گزرے لوگوں کے طور طریقوں کو ضرور پکڑو گے"

پچھلوں کی کوئی مصیبت اور فتنہ نہیں رہ گیا ہے جس میں نام کے مسلمانوں کی کوئی نہ کوئی جماعت پھنسی ہوئی نہ ہو، اللہ سبحانہ ہم کو اس سے محفوظ رکھے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے سید الانبیاء محمد بن عبد اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کی بعثت کا جزیرۂ عرب میں تقاضا کیا اور اللہ نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ ملت حنیفیہ کو قائم کریں اور قرآن کریم کے ذریعہ ان فرق باطلہ سے گفتگو وبحث کریں، ان سے بحث میں ان مسلمات سے کام لیا گیا اور استدلال کیا گیا

جو ملت ابراہیمیہ کی باقی ماندہ تعلیمات میں سے تھے تاکہ الزام قائم ہو سکے اور ان کو لاجواب کیا جا سکے۔[(۱)]

اور امام موصوف "البدور البازغۃ" میں فرماتے ہیں:

سچ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "تم لوگ اپنے پچھلوں کے طور طریق کو ضرور پکڑو گے، ایک ایک بالشت اور ایک ایک ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کے سوراخ میں گھسے تھے تو اس میں بھی تم ان کی اتباع کرو گے" صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہود و نصاریٰ؟ فرمایا: "پھر کون؟"[(۲)]

کیا تم دیکھتے نہیں کہ مشرکین مکہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ کائنات کے وجود کا سلسلہ حق تعالیٰ پر منتہی ہے، جبکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ﴾ لقمان: ۲۵۔

---

(۱) الفوز الکبیر، ص: ۲٦ (ص: ۲۰ طبع قدیم)

(۲) بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل ٦/ ۴۹۴ (۳۴۵٦) کتاب العلم، باب اتباع سنن الیہود والنصاریٰ، ومسلم ۴/ ۲۰۵۴ (۲٦٦۹) دونوں نے عطاء بن یسار کے واسطے سے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے۔

اگر ان سے پوچھو کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً کہیں گے اللہ نے۔

لیکن ان کا یہ اقرار ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک سے باز نہ رکھ سکا، اور ہو سکتا ہے کہ تم کو اس سے تنبہ ہو جو احادیث میں آیا ہے کہ قیامت سے قبل علم اٹھالیا جائے گا، تو دو آدمیوں میں (ایاک نستعین کے پڑھنے میں اختلاف ہو گا اور) بحث ہو گی، ایک کہے گا (ایاک ستین) ہے، دوسرا کہے گا (ایاک سبعین) ہے، دونوں سب سے بڑے عالم کے پاس جائیں گے وہ کہے گا: (ایاک تسعین) ہے، اور میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس قسم کا اختلاف دوسری آیات میں پیش آچکا ہے، تو میں تو جس کو بھی دیکھتا ہوں اس کے اندر شرک ہے، جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلاَّ وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ یوسف:۱۰۶۔

ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ شرک میں مبتلا رہتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو اسی وجہ سے کافر قرار دیا کہ انہوں نے ایک سخی آدمی کے متعلق کہا جو حاجیوں کے لئے ستو گوندھا کرتا تھا، اس کو الوہیت

کا مقام دیا گیا ہے، لہٰذا وہ مصیبتوں میں اس سے مدد مانگنے لگے۔

اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ صادق و مصدوق -علیہ افضل الصلوات وایمن التحیات- نے فرمایا، جیسا کہ امام ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ﴾ التوبہ :۳۱۔

ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے۔

اور فرمایا: یہ لوگ اپنے علماء وعابدوں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ معاملہ یہ تھا کہ اگر وہ لوگ کسی چیز کو حلال کر دیتے تو یہ حلال مانتے تھے اور کسی چیز کو حرام کہتے تو یہ حرام مانتے۔[1]

اس سے ہم کو خوب معلوم ہو گیا کہ شرک عبادت میں ہی محصور نہیں ہے

(۱) ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب من سورۃ التوبہ، ۲۱۸/۵ (۳۰۹۵) و ابن جریر ۱۱۴/۱۰، و سنن بیہقی، ۱۱۶/۱۰، سب نے اس کو مصعب بن سعد کے واسطے سے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے، ترمذی نے کہا ہے: "حدیث غریب"

بلکہ کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ کوئی ناسمجھ یہ کہے کہ یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے، ہم نے آج تک کسی کو اس قسم کی بات کہتے ہوئے نہیں سنا، تو ہمارا جواب یہ ہے کہ تحریف صرف یہ نہیں ہے کہ ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھ دیا جائے، جیسا کہ عام طور سے لوگ (تحریف کا مطلب) سمجھتے ہیں، بلکہ تحریف کا معاملہ اس سے کہیں زیادہ بڑھا ہوا ہے اور سب سے زیادہ اس کی جو قسم رائج و مروج رہی وہ ہے لفظ کو اس کی ظاہری مراد سے اپنی خواہش اور خیالات کی طرف پھیرنا، اس لئے کہ سید الکائنات ﷺ نے فرمایا ہے: عنقریب ایسے لوگ پائے جائیں گے جو شراب کو دوسرا نام دیں گے اور ان کا نام بدل دیں گے، پھر کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام نہیں کیا، لہٰذا تم اس کو اختیار کرو، اس میں کوئی حرج نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ شراب جو شہد وغیرہ سے بنائی جاتی ہے وہ خمر نہیں ہے، پھر اس کو حلال کہتے ہیں، انہی کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فرمایا۔ کچھ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آدمی اپنے لڑکے کی باندی سے صحبت کرسکتا ہے، یہ اس کے لئے حلال ہے، ان لوگوں کی فطرت مسخ ہو گئی ہے، ان کو خواہشات نے بہکا دیا ہے، عنقریب (کل قیامت کے دن) ان کو انتہائی جھوٹ کا پتہ چل جائے گا۔

کیا تم نے کچھ لوگوں کو نہیں دیکھا کہ وہ ایسے لوگوں کے اقوال کو مانتے ہیں

اور اپنے دلوں میں یہ احساس پاتے ہیں کہ انہوں نے جس چیز کو حلال کہا وہ حلال ہے، حتیٰ کہ یہ لوگ ان لوگوں پر حملہ کر بیٹھے ہیں جو ان کو قرآنی آیات پڑھ کر سناتے ہیں، ان کا حال تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ لوگوں کی باتیں چھوڑو کہ وہ صحیح وغلط سب باتیں کرتیں ہیں، تم پر تو کتاب اللہ کی اور اللہ تعالیٰ کے ان احکام کی اتباع لازم ہے جن کو نبی صادق ومصدوق ﷺ نے بیان فرمایا ہے، تو وہ جواب میں کہتے ہیں:

﴿إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ﴾ الزخرف: ۲۳۔

ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔

اور یہ لوگ اس رائے کو غلط بتاتے ہیں بلکہ ان کا بس چلے تو ان کو قتل کر دیں، ایسے لوگ یقیناً مشرک ہیں، میرے تو رونگٹے کھڑے ہو گئے جب مجھ کو ایک آدمی کا یہ قصہ معلوم ہوا جس کے فضل وکمال کے لوگ معترف تھے، کہ اس نے کہا اگر اللہ سبحانہ قیامت کے دن فلاں شخص کی صورت کے علاوہ کسی صورت میں تجلی فرمائے گا تو میں اس کو نہیں دیکھوں گا، اس شخص نے حق تعالیٰ کے درجہ کو فلاں کے درجے سے گرا دیا، اگر یہ قصہ صحیح ہے تو ایسا

شخص اللہ کے نزدیک معذور نہیں ہے۔ [۱]

اور امام اسماعیل اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں فرماتے ہیں، اور شیخ ابوالحسن ندوی نے اپنی کتاب "رسالۃ التوحید" میں اس کو نقل کیا ہے۔ (یہاں اصل کتاب "تقویۃ الایمان" سے ہی متعلقہ عبارت نقل کی جارہی ہے)

اول سننا چاہئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے اور اصل توحید نایاب، لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کا معنی نہیں سمجھتے، تاکہ برائی اور بھلائی ان کی قرآن وحدیث سے معلوم ہو۔

شرک کے مظاہر اور اس کی مختلف شکلیں:

سننا چاہئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو [۲] اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان

---

(۱) البدور الباز غہ، ص:۱۶۷تا۱۷۰۔

(۲) اس سے اہل بیت کے ائمہ مراد ہیں جن کی تعظیم وتقدیس میں شیعہ غلو کرتے ہیں اور ان کے بارے میں عصمت اور غیب دانی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور امامت کی ایسی تفسیر کرتے ہیں کہ امامت کو نبوت کا مشارک بنادیا ہے، بلکہ بہت سے خصائص میں امامت کو نبوت کا ہم پلہ بنادیا ہے، ہندوستان کے اہل سنت بہت سے شیعی عقائد سے متاثر ہیں، جس کی وجہ شیعہ حکام وامراء سے اختلاط ہے، نیز عوام کی اسلام سے ناواقفیت بھی ایک وجہ ہے (از سید ابوالحسن علی)

سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانگتے ہیں اور حاجت بر آئی کے لئے ان کی نذر ونیاز کرتے ہیں، اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں، کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے، کوئی علی بخش، کوئی حسین بخش، کوئی پیر بخش، کوئی مدار بخش [1] کوئی سالار بخش [2] (کوئی غلام محی الدین اور کوئی غلام معین الدین، کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے، کوئی

---

(۱) مدار شیخ کبیر، بدیع الدین مدار حلبی مکنپوری، جنہوں نے بڑی عمر پائی، سرزمین ہند کے مشہور اولیاء میں سے ہوئے ہیں، لوگ ان کی طرف بہت سی عجیب وغریب نامناسب باتوں کی نسبت کرتے ہیں، جن سے عقل ونقل دونوں انکار کرتے ہیں، ہندوستان کے عوام اور دیہات میں رائج جنتریوں میں ایک مہینہ بھی ان کی طرف منسوب ہے اور ان کا نام بطور مثل وضرب المثل لوگوں میں معروف ورائج ہے، یہ طریقہ مداریہ کے بانی وموجد ہیں جس میں بعد میں بڑی خرابیاں پیدا ہوگئیں، اور بہت سی خرافات اور پہلوانی حرکتیں اور ورزشیں داخل ہوگئیں۔ ان کی وفات ۱۰ جمادی الاولی ۸۴۴ھ میں ہوئی (از شیخ ابوالحسن علی ندوی)

(۲) سید سالار مسعود غازی، ہندوستان کے معروف لوگوں میں سے ہوئے ہیں، ان کی نسبت سے بہت سے قصے معروف ہیں اور ان کی شخصیت پر علمی وتاریخی طور پر مناسب وکافی روشنی نہیں ڈالی جاسکی ہے۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اکثر علاقوں کو فتح کیا اور ان کے عجیب واقعات اور مشہور جنگیں ہیں، ۵۸۸ھ میں شہید ہوئے، اور شمالی ہند کے مشہور شہر بہرائچ میں مدفون ہوئے۔ "نزھۃ الخواطر" میں آیا ہے: ان کی قبر پر ہندوستان کے سلاطین نے عالیشان عمارت بنوادی ہے، دور دراز سے لوگ (=)

کسی کے نام کی بدھی پہنتا ہے، کوئی کسی کے نام کا کپڑا پہنا تا ہے، کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے، کوئی کسی کے نام کا جانور ذبح کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے، کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔

غرضکہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں اور دعویٰ مسلمان کا کئے جاتے ہیں، سبحان اللہ! یہ منہ اور دعویٰ، سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلاَّ وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾

نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔

یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان کا رکھتے ہیں وہ شرک میں گرفتار ہیں)[1] پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے کہ تم دعویٰ ایمان کا رکھتے ہو اور افعال

(=) وہاں آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ جوان اور غیر شادی شدہ تھے (اسی حال میں شہید ہوئے) تو لوگ ہر سال ان کی شادی کرتے ہیں اور ان کی شادی کا جشن مناتے ہیں اور نذر کے طور پر جھنڈے لاکر ان کی قبر پر گاڑتے ہیں۔ (از سید ابوالحسن علی ندوی)

(۱) بریکٹ کے درمیان کی عبارت کتاب کے عربی نسخہ میں نہیں ہے، افادیت کی غرض سے اسے اصل کتاب (تقویۃ الایمان) سے بڑھادیا گیا ہے۔

شرک کے کرتے ہو، سو یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو، اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء واولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں، شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء واولیاء کو، پیروں و شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے، سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ کا بندہ جانتے ہیں اور اسی کا مخلوق، اور یہ قدرتِ تصرف اسی نے ان کو بخشا ہے، اسی کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے، اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے، اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں، اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل، ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے، اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جتنا ہم ان کو جانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں، اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں، اور ان باتوں کا سبب یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر اپنی عقل کو دخل دیا اور جھوٹی کہانیوں کے پیچھے پڑے اور غلط سلط رسموں کی سند پکڑی، اور اگر اللہ ورسول کا کلام تحقیق کر لیتے تو سمجھ لیتے کہ پیغمبر خدا ﷺ کے سامنے بھی کافر لوگ ایسی باتیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نہ مانی اور ان پر غصہ کیا اور ان کو جھوٹا بتایا، چنانچہ سورۂ یونس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لاَ يَضُرُّهُمْ وَلاَ يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلاَءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لاَ يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلاَ فِي الأَرْضِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ یونس:۱۸۔

اور پوجتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو جو نہ نقصان پہنچا سکتی ہے ان کو نہ فائدہ، اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، کہو کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، سو وہ پاک و برتر ہے ان سے جن کو یہ شریک بتاتے ہیں۔

فائدہ :یعنی جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی، نہ فائدہ پہنچانے کی اور نہ نقصان کر دینے کی، اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس، سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی، تو پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبر دار ہو، سو اس کو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو ماننے اور اس کو نہ جانے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے، بلکہ انبیاء، اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے، ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

(اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی شرک ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ زمر میں فرمایا ہے:

﴿وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلاَّ لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لاَ يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ﴾الزمر:۳۔

اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہیں اللہ کو چھوڑ کر حمایتی، کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں، بیشک اللہ فیصلہ کرے گا ان میں اس چیز میں (جس میں) کہ وہ اختلاف ڈالتے ہیں، بیشک اللہ راہ نہیں دیتا جھوٹے ناشکرے کو۔

فائدہ: یعنی جو بات سچی تھی کہ اللہ بندہ کی طرف سب سے زیادہ نزدیک ہے، سو اس کو چھوڑ کر جھوٹی بات بنائی کہ اوروں کو حمایتی ٹھہرایا اور یہ جو اللہ کی نعمت تھی تو وہ محض اپنے فضل سے بغیر واسطے کسی کے سب مرادیں پوری کرتا ہے اور سب بلائیں ٹال دیتا ہے، سو اس کا حق نہ پہچانا، اور اس کا شکر نہ ادا کیا بلکہ یہ بات اوروں سے چاہنے لگے، پھر اس الٹی راہ میں اللہ کی نزدیکی ڈھونڈتے ہیں، سو اللہ ہرگز ان کو راہ نہیں دے گا اور اس راہ سے ہرگز اس کی

نزدیکی نہ پائیں گے، بلکہ جوں جوں اس راہ میں چلیں گے سو اس سے دور ہو جائیں گے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو اپنا حمایتی سمجھے گو کہ یہی جان کر کہ اس کے پوجنے کے سبب سے اللہ سے نزدیکی حاصل ہوتی ہے وہ بھی مشرک ہے اور جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا، اور اللہ نے سورۂ مومنون میں فرمایا ہے:

﴿قُلْ مَنْ بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ﴾ المؤمنون:۸۸،۸۹۔

کہہ دو کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کرسکتا، اگر تم جانتے ہو۔ سو وہی کہہ دیں گے کہ اللہ ہے، کہو پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو۔

فائدہ: یعنی جب کافروں سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہو سکے گا تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے، پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور

کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔)[1]

اہل جاہلیت کے شرک کی حقیقت اور ان کی گمراہی:

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی بتوں کو اللہ کے برابرنہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اس کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کے لئے اس کے مقابلے کی طاقت نہیں ثابت کرتے تھے، مگر یہی پکارنا، منتیں ماننا اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے، گو کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

شرک کے خصائل واعمال:

سوسمجھنا چاہئے کہ شرک اسی پر مؤقوف نہیں کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اس کے بالمقابل جانے، بلکہ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی کے ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور ذبح کرنا، اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا، اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا، اور

(۱) بریکٹ کے درمیان کی عبارت کتاب کے عربی نسخہ میں نہیں ہے، افادیت کی غرض سے اسے اصل کتاب (تقویۃ الایمان) سے بڑھادیا گیا ہے۔

قدرت تصرف کی ثابت کرنی، سوان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے، گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ (سمجھے)، اور اس بات میں اولیاءوانبیاء میں اور جن وشیطان میں، اور بھوت وپری میں کوئی فرق نہیں، یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جائے گا، خواہ انبیاء واولیاء سے، خواہ پیروں وشہیدوں سے، خواہ بھوت وپری سے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جیسے بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے، ویسا ہی یہود ونصاریٰ پر، حالانکہ وہ انبیاء واولیاء سے (ایسا) معاملہ کرتے تھے، چنانچہ سورۂ براءت میں فرمایا ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلاَّ لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ التوبہ:۳۱۔

ٹھہرایا انہوں نے مولویوں کو اور درویشوں کو مالک اپنا اللہ کو چھوڑ کر، اور مسیح بیٹے مریم کو، حالانکہ ان کو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کریں مالک ایک کی، نہیں کوئی مالک سوائے اس کے، سو وہ پاک و بلند تر ہے ان کے شریک بتانے سے۔

فائدہ: یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو، سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے، اس کا شریک کوئی نہیں ہوسکتا، نہ چھوٹا نہ برابر کا، بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندۂ عاجز ہیں، عجز میں برابر، چنانچہ سورۂ مریم میں فرمایا ہے:

﴿إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ إِلاَّ آتِي الرَّحْمَنِ عَبْدًاO لَقَدْ أَحْصَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا O وَكُلُّهُمْ آتِيهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَرْدًا﴾ مریم: ۹۳ تا ۹۵۔

جتنے لوگ ہیں آسمان وزمین میں سو آنے والے ہیں رحمٰن کے سامنے بندے ہو کر، اور بیشک اللہ نے انہیں شمار کر رکھا ہے اور گن رکھا ہے ان کو ایک ایک اور ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا، اکیلا۔

فائدہ: یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے، کچھ قدرت نہیں رکھتا، اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا، اور ہر کوئی معاملہ میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونے والا ہے، کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔

ان مضمونوں کی آیتیں قرآن میں اور بھی سینکڑوں ہیں، جس نے ان دو چار آیتوں کے بھی معنی سمجھ لئے وہ بھی شرک و توحید کے مضمون سے خبر دار ہو گیا، اب یہ بات تحقیق کی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا جائے، سو وہ باتیں بہت ساری ہیں، مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور ان کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دینا ضروری ہے، تا کہ اور باقی باتیں ان سے لوگ سمجھ لیں۔

علم عام و محیط اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے:

سو اول بات یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی، دور ہو یا نزدیک ہو، چھپی ہو یا کھلی ہو، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں، یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں، سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے، دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے، یا شغل کرے، یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہو تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں جیسے

بیماری و تندرستی، کشائش و تنگی، مرنا و جینا، غم و خوشی، سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے، سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں، اس کو شرک فی العلم کہتے ہیں، یعنی اللہ کا سا علم اوروں کے لئے ثابت کرنا۔

سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیاء واولیاء سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام وامام زادے سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے (حاصل) ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

مطلق تصرف اور قدرت کاملہ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ہے:

دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست و بیمار کر دینا، فتح و شکست دینی، اقبال و ادبار دینا، مرادیں پوری کرنی، حاجتیں

بر لانی، بلائیں ٹالنی، مشکل میں دستگیری کرنی، برے وقت میں پہونچنا یہ سب اللہ ہی کی شان ہے، اور کسی انبیاء اور اولیاء کی، پیر و شہید کی، بھوت و پری کی یہ شان نہیں، جو کوئی ایسا تصرف کرے، اس سے مرادیں مانگے، اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے، اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے، سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں، یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، یا یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اعمال عبادت اور ان کے شعائر اللہ کے ساتھ خاص ہیں:

تیسری بات یہ کہ بعض کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں، جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ (۱)

اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے گھر

---

(۱) اسی قبیل سے ہے جو ہم بہت سے جاہل قبر پرستوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ مسجد نبوی میں دلیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر انتہائی خشوع وخضوع سے کھڑے ہوتے ہیں اور قبر شریف کی طرف منہ رکھتے ہیں، اس حالت میں ان کا خشوع نماز میں اللہ کے لئے خشوع سے بڑھ کر ہوتا ہے۔

کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لے کہ اس کے گھر زیارت کو جاتے ہیں اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا اور نا معقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا، اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس کے گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لے جانا اور وہاں منتیں ماننی، اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنا اور التجا کرنا اور دین دنیا کی مرادیں مانگنی، اور ایک پتھر کو بوسے دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی، اور اس کے گرد روشنی کرنی، اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا، جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی، اور فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو وغسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا، اور اس کے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، اور بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے لئے لے جانا، رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا، اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا، یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اکھاڑنا، مواشی نہ چگانا (چرانا) یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں، پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو، یا کسی سچی قبر کو، یا جھوٹی قبر کو، یا کسی کے تھان کو، یا کسی کے چلے کو، یا کسی کے مکان کو، یا کسی کے تبرک کو، یا نشان کو، یا تابوت کو

سجدہ کرے، یا رکوع کرے، یا اس کے نام کا روزہ رکھے[1] یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے، یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے[2] ان کے نام کی

---

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے نام سے روزہ ہندوستان میں عہد قدیم میں رائج تھا، بعض مرتبہ یہ روزہ محض خیالی شخصیات کے لئے بھی رکھا جاتا ہے، جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا، اس روزے کی نیت وافطار میں کچھ مخصوص احکام و آداب ہیں اور خاص دن ہیں، اور اس کے واسطے سے ان لوگوں سے حاجت روائی کو طلب کیا جاتا ہے جن کے نام کا روزہ رکھا جاتا ہے، اور ان سے مدد مانگی جاتی ہے، اس پر شیخ امام احمد بن عبد الاحد السر ہندی (متوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے ایک خط میں سخت نکیر فرمائی ہے جو انہوں نے اپنے پیروؤں میں ایک نیک خاتون کے نام لکھا تھا اور اس کو انہوں نے اشراک فی العبادہ کہا ہے، ملاحظہ ہو مکتوب ۴۱/۳، از سید ابوالحسن علی ندوی۔

(۲) مردوں اور قبروں کی تعظیم میں غلو کرنے والے عادی ہیں کہ وہ اولیاء وصلحاء کی قبروں کو پردوں اور کپڑوں سے ڈھانکتے ہیں اور ان کے ساتھ زندہ مشائخ اور بڑے لوگوں کا معاملہ کرتے ہیں، جیسا کہ شیخ ابوالحسن ندوی نے ذکر کیا ہے، اور اب یہ بدعت بعض بلاد عرب میں بھی آگئی ہے، شیخ علی محفوظ حنفی اپنی کتاب "الابداع فی مضار الابتداع" میں فرماتے ہیں: قبروں کی خدمت کو شیطان نے ان کے لئے آراستہ کر رکھا ہے تاکہ رزق کا ایک گندہ دروازہ ان کے لئے کھول دے، چنانچہ تم ان کو دیکھو گے کہ وہ جب تابوت وقبر کے لئے نئے کپڑے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں (سالانہ یا جب پرانا ہو) تو عوام کو یہ تصور دیتے ہیں کہ اس میں بے شمار برکتیں ہیں اور بیماریوں سے شفاء کے لئے نفع ہے، اور آپسی عداوت کو ختم کرنے اور رزق کی وسعت (=)

چھڑی کھڑی کرے[1] رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے، ان کی قبروں کو بوسہ دے، مورچھل جھلنے اس پر شادیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسے دے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کرے، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے، اس کو "اشراک فی العبادات" کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں، یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

عبودیت و مسکنت پر دلالت کرنے والی تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے:

چوتھی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو سکھلایا ہے کہ اپنے دنیا کے کاموں میں اللہ کو یاد رکھیں اور اس کی تعظیم کرتے رہیں تاکہ ایمان بھی درست

(=) اور مصائب سے حفاظت میں مؤثر و مفید ہے اور تمام خوف و خطر سے حفاظت کا ذریعہ ہے، تو سیدھے سادھے لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں اور ان کو تھوڑے سے ٹکڑے کے حصول کے لئے لمبی رقم کا لگانا آسان معلوم ہوتا ہے، الابداع، ص:۹۶، ۹۷۔

(۱) یہ ہندوستان کے جاہلوں اور غلو کرنے والوں کی ایک عادت ہے، از سید ابوالحسن علی ندوی۔

رہے اور ان کاموں میں بھی برکت ہو، جیسے ہر آڑے کاموں پر اللہ کی نذر ماننی اور مشکل کے وقت اس کو پکارنا اور ہر کام کو شروع اس کے نام سے کرنا اور جب اولاد ہو تو اس کے شکر میں اس کے نام کا جانور ذبح کرنا اور اس کا نام عبداللہ، عبدالرحمٰن، خدا بخش، اللہ دیا، امۃ اللہ، اللہ دی رکھنا، اور کھیت اور باغ میں سے تھوڑا بہت اس کے نام کا رکھنا اور دھن ریوڑ میں سے کچھ اس کی نیاز کر رکھنا اور جو جانور اس کے نام سے اس کے گھر کی طرف لے جائے ان کا ادب کرنا، یعنی نہ ان پر سوار ہونا، نہ لادنا، اور کھانے پہننے میں اس کے حکم پر چلنا، یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا، اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی، صحت و بیماری، فتح و شکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی، یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا، اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے (یعنی اللہ تعالیٰ کے) ارادہ کا ذکر کرنا، جیسے یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے، اور اپنی بندگی (نکلے) جیسے یوں کہنا: ہمارا رب، ہمارا مالک، ہمارا خالق۔ اور کلام میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اس کے نام کی قسم کھانی، سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں، پھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کی، اماموں اور شہیدوں کی، بھوت و پری کی اس قسم کی

تعظیم کرے، جیسے آڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے، بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لے وے، جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے، اپنی اولاد کا نام عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے، کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگاوے، جو کھیتی باڑی میں سے آوے پہلے ان کی نذر و نیاز کرے جب اپنے کام میں لاوے، اور دھن ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرائے اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے، پانی دانے پر سے نہ ہانکے، لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے، پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو چاہیئے کہ فلانا کھانا نہ کھائیں، فلانا کپڑا نہ پہنیں، حضرت بی بی [1] کی صحنک مرد نہ کھائیں، لونڈی نہ کھائے، جس عورت نے دوسرا خصم کیا ہو وہ نہ کھائے، شاہ عبدالحق [2]

(١) حضرت بی بی سے مراد حضرت فاطمہ ہیں، جن کے نام سے خاص قسم کا کھانا خاص انداز پر پکایا جاتا ہے، جس کو مرد نہیں کھا سکتے۔ (ہندوستان وغیرہ میں اس کا رواج ہے)

(٢) شیخ عبدالحق دہلوی ہندوستان کے بڑے مشائخ اور بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور چشتی سلسلہ کے ائمہ میں سے تھے، لکھنؤ کے قریب ردولی (ضلع بارہ بنکی) میں پیدا ہوئے، توحید و شریعت کی تعظیم میں ان کا پلہ بہت بلند تھا، نیز فرائض و سنن کا بڑا اہتمام تھا اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے اور دنیا سے یکسوئی اور عزلت سے شغف تھا، ٨٣٦ھ میں وفات ہوئی۔

ہندوستان کے غالی مبتدعین نے ایک کھانا ایجاد کیا اور اس کا نام توشہ شیخ عبدالحق رکھا، جو میوہ اور شکر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، اور اس کے کچھ آداب و قیود ہیں جن کی بڑی شدت سے پابندی کی جاتی ہے۔ (از شیخ ابوالحسن علی ندوی)

(ردولوی) کا توشہ حقہ پینے والا نہ کھائے، اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہوگیا اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہوگیا اور فلانے کو نواز دیا تو اس کو فتح واقبال مل گیا، اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا، فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تھا یا فلانی ساعت میں (شروع کیا تھا) سو پورا نہ ہوا، یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی، یا اس کے تئیں بولنے میں یا معبود یا داتا بے پرواہ، خداوند خدائیگاں، مالک الملک، شہنشاہ بولے، یا جب حاجت قسم کھانے کی پڑے تو پیغمبر کی، یا علی کی، یا پیر کی، یا ان قبروں کی قسم کھاوے۔ سو ان ساری باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے اور اس کو "اشراک فی العادۃ" کہتے ہیں، یعنی اپنی عادت کے کاموں میں جو اللہ کی تعظیم کرنی چاہیئے سو غیر کی کرے، سو ان چاروں طرح کے شرک کا صریح قرآن وحدیث میں ذکر ہے۔[1]

ان نمونوں اور مثالوں کو ذکر کرنے کے بعد جن کو علماء حنفیہ نے یہ بتانے کے لئے ذکر کیا ہے کہ شرک اس امت میں موجود ہے۔ تمہارے لئے یہ

(۱) رسالۃ التوحید ص: ۳۹ تا ۴۰، تقویۃ الایمان، طبع مجلس نشریات اسلام کراچی، ص: ۲۴ تا ۳۷۔

واضح ہوگا کہ اس سب سے ان لوگوں کے قول کی تردید ہوتی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ شرک اکبر کا ظہور امت محمدیہ -صلی اللہ علی صاحبہا- میں ممکن نہیں ہے اور اس سے ہر سمجھدار کے لئے واضح ہوتا ہے کہ شرک اکبر کی مختلف اور متعدد صورتیں امت میں پائی جاتی ہیں اور پائی جائیں گی۔

ان کے وقوع وثبوت پر دلیل کے لئے نبی ﷺ کا قول کافی ہے:

"قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے جاملیں اور میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی عبادت کرنے لگیں"

اور ایک روایت میں ہے:

"یہاں تک کہ میری امت کی کچھ جماعتیں بتوں کی پرستش کرنے لگیں"(1)

نیز فرمایا ہے:

---

(1) ابوداود، کتاب الفتن، باب ذکر الفتن ودلائلها، حدیث (۴۲۵۲) اصل حدیث مسلم میں آئی ہے، ۴/۲۲۱۵، شیخ البانی نے تحذیر الساجد، ص: ۱۲۰ میں ذکر کیا ہے کہ یہ مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

"قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ (نامی بت) کے ارد گرد حرکت کریں"[1]

(یعنی عورتیں اس کا طواف کریں) ذوالخلصہ ایک بت تھا جس کی قبیلہ دوس کے لوگ جاہلیت میں پرستش کیا کرتے تھے اور وہ بت "بتالہ" نامی جگہ میں نصب تھا۔

نیز فرمایا:

"رات ودن ختم نہیں ہوں گے یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی پرستش کی جانے لگے"[2]

یہ امور جن کا تذکرہ ان احادیث میں آیا ہے یہ امور اگرچہ ابھی واقع نہیں ہوئے لیکن یہ یقیناً واقع ہوں گے اور اُمت میں مخلوق کی عبادت -اولیاء وغیرہ کی- وجود میں آچکی ہے، ان کے لئے عبادت کے کام کئے جاتے ہیں، جیسے

---

(۱) بخاری، کتاب الفتن، باب تغیر الزمان حتیٰ تعبد الاوثان، ۱۳/۷۶، حدیث (۷۱۱۶) ومسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذا الخلصۃ ۴/ ۲۲۳۰، حدیث (۲۹۰۶) دونوں نے سعید بن میبّب کے واسطے سے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب لا تقوم الساعۃ حتی تعبد دوس ذا الخلصۃ، ۴/ ۲۲۳۰، حدیث (۲۹۰۷) بواسطہ ابوسلمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

ذبح، نذر اور دعا و فریادرسی، اور اس کے علاوہ یہ شرک اکبر ہے، اس کا کوئی معاند ہی انکار کر سکتا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے اس شرک سے ڈرایا ہے جس پر بہت سے لوگ متنبہ نہیں ہوتے، یوں کہ آپ نے فرمایا ہے:

"اے لوگو! شرک سے ڈرو، اس لئے کہ شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ پوشیدہ چیز ہے"[1]

---

(۱) اس کو امام احمد نے روایت کیا ہے، ۴/ ۴۰۳، نیز ابن ابی شیبہ نے المصنف ۶/ ۷۰، ۷۱ حدیث (۲۹۵۴۷) باب التعوذ من الشرک، نیز بخاری کی تاریخ کبیر (۵۸ کنی) ان سب نے بنو کاہل کے ایک شخص کے واسطے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے، مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۲۳، اور ہیثمی نے کہا ہے: اس کو امام احمد نے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے، مسند احمد کے رواۃ صحیح کے رواۃ ہیں، البتہ ابو علی میں کلام ہے، مگر ابن حبان نے ان کی توثیق کی ہے۔

نیز مسند ابو یعلی ۱۰/ ۶۰ تا ۶۲، حدیث (۵۴ تا ۵۶) میں بواسطہ حذیفہ حضرت ابو بکر سے مرفوعاً اور حضرت معقل بن یسار سے بھی مرفوعاً آئی ہے، حافظ ابن حجر نے اس کو المطالب العالیہ ۳/ ۱۸۳ میں ذکر کیا ہے، بحوالہ مسند اسحاق بن راہویہ، ابو بکر مروزی نے اس کو مسند ابی بکر صدیق، ص: ۵۵ اور اور امام بخاری نے الادب المفرد، ص: ۱۰۵ میں معقل بن یسار کے واسطے سے حضرت ابو بکر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (=)

اب اگر کوئی کہے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک انسان خالق سبحانہ وتعالیٰ کا اور قیامت کا اور حشر ونشر کا اور اسلام کے احکام کا اقرار کرے اور تم اس پر کفر یا شرک کا اطلاق کرو، اس وجہ سے کہ وہ کسی مخلوق کے حق میں ایسی بات کا اعتقاد رکھتا ہے جس پر صرف اللہ ہی قادر ہے، یا یہ کہ وہ کسی کے نام کو پکار کر اس سے دعا مانگتا ہے جبکہ وہ لوگ اس پر کبھی راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کو مشرک کہا جائے، بلکہ وہ لوگ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

جواب میں یہ کہا جائے گا کہ مسلمان کے اندر بہت سے فاسد اعتقاد پیدا ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ستارے کے اندر تاثیر کا عقیدہ، کسی مخلوق کے حق میں نفع وضرر کا عقیدہ اور اس کے علاوہ بعض باتیں، یا کبھی اس کے اندر اس طرح کے غلط اعمال بھی آجاتے ہیں، مثلاً غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنا وغیرہ، تو یہ

(=) نیز حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے، ص: ۳۹۷، اور ہیثمی نے مجمع الزوائد ۱۰/ ۲۲۴ میں کہا ہے: اس کو ابویعلی نے اپنے شیخ عمرو بن حصین عقلی کے واسطے سے روایت کیا ہے جو متروک راوی ہے۔

البانی نے صحیح الجامع ۱/ ۶۹۴، حدیث (۳۷۳۱) میں کہا ہے: صحیح ہے، اور ابونعیم نے حلیہ ۷/ ۱۱۲ میں بواسطہ قیس بن حازم حضرت ابوبکر سے روایت کیا ہے، شیخ البانی نے صحیح الجامع ۱/ ۶۹۳، حدیث (۳۷۳۰) میں اس کی تصحیح کی ہے۔

چیزیں اور ان جیسی دوسری باتیں آدمی سے اسلام کے عنوان کو ختم کردیتی ہیں، اور اس کو کفر وشرک کا جامہ پہنادیتی ہیں اور اس کی وجہ سے وہ مشرک ومرتد ہو جاتا ہے۔

ورنہ صحابہ نے کیسے زکاۃ کا انکار کرنے والوں کو کافر قرار دیا اور ان سے جنگ کی، اور اس کی وجہ سے ان کے ارتداد پر سب متفق رہے، اور کتاب الردۃ کے کیا معنی؟ اور نبی ﷺ کے اس ارشاد کا کیا مطلب کہ کسی مسلمان کا خون حلال وجائز نہیں ہوتا، مگر تین باتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے، اور تین میں سے ایک کو فرمایا: اپنے دین کو چھوڑ دینے والا [1] نیز اس ارشاد کا کیا مفہوم: جو آدمی اپنے دین کو بدل دے اس کو قتل کردو۔ [2]

آپ ﷺ کے ان ارشادات وغیرہ کے بعد کیسے کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان سے کبھی شرک نہیں ہو سکتا اور جو آدمی اسلام سے وابستہ ہو جائے ممکن نہیں کہ اس پر کفر طاری ہو یا شرک ظاہر ہو جو اس سے اسلام کے نام وعنوان کو ختم کردے۔

---

(۱) بخاری، ۸/ ۳۸، کتاب الدیات، ومسلم، ۳/ ۱۳۰۲، حدیث (۱۶۷۶)

(۱) بخاری، ۸/ ۵۰، کتاب استتابۃ المرتدین۔

ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی متعین مسلمان پر اس وقت تک شرک یا کفر کے عنوان کا اطلاق نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے سامنے نصوص کی تشریح نہ کر دی جائے اور اس پر حجت قائم کر دی جائے، اس طور پر کہ اس کے لئے ناواقفیت یا تاویل وغیرہ کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے، جب اس کے پاس کوئی دلیل باقی نہ رہ جائے اور صرف عناد وانکار اور زبردستی رہ جائے تو پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کفر وشرک کے عنوان کا مستحق ہوگا۔

کوئی آدمی یہ نہ سوچے کہ ہم توحید پرستوں کو کافر کہنے میں جلد بازی سے کام لے رہے ہیں اور ان پر شرک کا لفظ بولنے واستعمال کرنے میں جلدی کر رہے ہیں، اس لئے کہ شرک وکفر شریعت میں وارد ہونے والے مخصوص الفاظ ہیں ان کا استعمال واطلاق شرعی ضوابط کے تحت ہی ہوتا ہے اور جیسے ناحق کسی مسلمان کی تکفیر درست نہیں ہے اسی طرح اس کو کافر نہ کہنا صحیح نہیں ہے جو فعلاً وعملاً مشرک ہو یا واقعۃً اسلام سے پھر جائے۔

اور سلف میں بھی ایسے لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے متعین لوگوں کو کافر کہا ہے، اس وجہ سے کہ وہ شرک وکفر کے عنوان کے مستحق تھے، ورنہ کیا یہ سوچا جاسکتا ہے کہ ہم اس شخص کے لئے کفر کا نام ولقب استعمال نہ کریں جو یہ کہتا

ہے: میں شہادتین کا تلفظ کرتا ہوں (یعنی شہادتین کو زبان سے کہتا ہوں) اور نماز پڑھتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں اور زکاۃ دیتا ہوں اور حج کرتا ہوں، لیکن یہ بھی کہتا ہوں کہ (غلام) احمد قادیانی اللہ کا رسول ہے، یا یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی روح سید بدوی کے بدن میں حلول کر گئی ہے، وغیرہ۔

حق ہر ایک سے بڑھ کر اور اہم ہے، اور یہ مناسب نہیں کہ تکفیر کی تہمت کی تلوار اہل حق کی گردنوں پر مسلط رہے کہ جو انہیں ان لوگوں پر بھی کفر کے اطلاق سے روک دے جو اس کے مستحق ہوں جبکہ اس سے متعلق شرعی شرائط بھی متحقق و موجود ہوں، مثلاً ایسے کسی کام کرنے والے کو علم بھی ہو اور موانع بھی نہ ہوں یعنی اسے اس پر مجبور نہ کیا گیا ہو۔

علامہ آلوسی حنفی نے بڑی دقت نظر اور احتیاط کے ساتھ قبر پرستوں کی تکفیر سے متعلق کلام فرمایا ہے اور اس کو شیخ ابن تیمیہ علیہ الرحمہ کے کلام سے مؤکد بھی فرمایا ہے کہ تکفیر کا اقدام اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک حجت قائم نہ کرلی جائے اور حق کو واضح نہ کر دیا جائے۔

چنانچہ وہ فرماتے ہیں: قبر پرستوں کی تکفیر میں کسی معتمد و مستند عالم نے توقف نہیں کیا ہے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا ہے کہ اس کو اس وقت تک قتل نہ کیا

جائے جب تک کہ اس سے توبہ کا تقاضانہ کرلیا جائے، نیز اس کی تکفیر نہ کی جائے جب تک کہ اس پر حجت قائم نہ ہو جائے، یا اس انداز کی بات نہ ہو جائے، ورنہ مسلمانوں کے (یعنی جو حقیقۃً و واقعۃً مسلمان ہیں) کسی صاحب علم نے تکفیر نہیں کی، شیخ الاسلام کی دوسری بھی عبارتیں ہیں جن کو فائدے کی تکمیل کی غرض سے ہم نقل کر رہے ہیں۔ (۱)

پھر اس مسئلہ کی تحقیق میں شیخ الاسلام کی متعدد عبارتیں ذکر کی ہیں اور شیخ (عبد الفتاح) ابو غدہ حنفی کا بھی محققانہ کلام اس بابت آیا ہے کہ کفر یا شرک کے مرتکب پر کفر کا حکم حجت قائم کرنے کے بعد ہی لگایا جائے اور انہوں نے بھی اپنے کلام کو شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ نیز حنفیہ میں دوسرے اہل علم کی تحقیقات سے مؤید و مؤکد کیا ہے۔

ان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اہل بدعت کی تکفیر اسی وقت کی جائے گی جب وہ کھلے ہوئے کفر اور صریح شرک کا ارتکاب کریں اور جو باتیں دین کی ضروریات و مسلمات میں سے ہیں ان کا انکار کریں اور ان پر حجت قائم کی جائے اور راہ حق اس کے لئے واضح ہو جائے، اس کے بعد اس کے کفر و ارتداد

(۱) غایۃ الامانی ۱/ ۳۰ تا ۳۶۔

کا حکم اور ملت اسلام سے اس کے باہر ہو جانے کا حکم لگایا جائے گا۔ [1]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اصل اس کی یہ ہے کہ جس بات کا کفر ہونا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے اس کو کفر ہی کہا جائے گا، جیسا کہ اس پر شرعی دلائل قائم ہیں، اس لئے کہ ایمان ان احکام میں سے ہے جن کو اللہ و رسول سے حاصل کیا جاتا ہے اور یہ ایسی چیز نہیں ہے جس میں انسان اپنے ظن اور خیال سے فیصلہ کرے اور کوئی حکم لگائے اور یہ ضروری نہیں کہ ہر آدمی جو کسی طرح کی کفریہ بات کہے اس کو کافر کہا جائے، الا یہ کہ اس کے حق میں کفر کی شرطیں متحقق ہو جائیں اور موانع ختم ہو جائیں، مثلاً ایک نو مسلم تازہ تازہ اسلام کو قبول کرنے والا کہے کہ شراب یا زنا حلال ہے یا اس طرح کی بات کوئی ایسا شخص کہے جس کی نشو و نما دور دراز کے دیہات میں ہوئی ہو (جہاں صحیح اسلامی ماحول و تعلیم میسر نہ ہو) یا کسی بات کو سن کر اس کا انکار کر دے اور اس کو (یہ علم و تحقیق و) اعتقاد نہ ہو کہ وہ بات قرآن کریم کی یا احادیث نبویہ کی ہے، جیسے بعض سلف نے بعض باتوں کا انکار کیا مگر بعد میں ان کے

---

(۱) ذہبی کی کتاب "الموقظہ" کا پانچواں تتمہ ملاحظہ ہو: یہ تتمات شیخ عبدالفتاح ابو غدہ کے قلم سے ہیں، ملاحظہ ہو: ص: ۱۴۷ تا ۱۶۵۔

نزدیک یہ ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کہا ہے- یہاں تک کہ شیخ فرماتے ہیں -ایسے لوگوں کی تکفیر نہ کی جائے گی جب تک کہ ان پر رسالت کی حجت قائم نہ ہو جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾ النساء:١٦٥۔

تاکہ لوگوں کے لئے اللہ پر رسولوں کے بعد کوئی حجت نہ رہ جائے۔

اللہ نے اس امت کی خطا و نسیان کو معاف کر دیا ہے۔[1]

نیز شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رہا تکفیر کا مسئلہ تو صحیح یہ ہے کہ امت محمد ﷺ میں جو اجتہاد کرے اور حق کا قصد وارادہ کرے اور پھر اس سے خطا ہو جائے تو اس کی تکفیر نہ کی جائے گی بلکہ اس کی خطا معاف کی جائے گی۔

اور جس شخص کے لئے وہ بات واضح و ثابت ہو جس کو رسول اللہ ﷺ لیکر آئے، پھر وہ رسول کی مخالفت کرے جبکہ حق اس کے لئے واضح ہے اور وہ مومنوں کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے تو وہ کافر ہے اور جو شخص اپنی خواہش کی اتباع کرے اور طلب حق میں کوتاہی کرے اور بغیر علم بات

(۱) مجموع الفتاویٰ ۳۵/۱۶۵۔

کرے وہ نافرمان و گنہگار ہے اور ایسا شخص کبھی تو فاسق ہو تا ہے اور کبھی اس کی اتنی نیکیاں ہوتی ہیں کہ وہ اس کی برائیوں پر غالب رہتی ہیں۔[1]

اور ایک دوسرے موقع پر فرماتے ہیں: اس کے ساتھ میرا معاملہ ہمیشہ کا یہ ہے اور میرے پاس بیٹھنے والے میری اس بات کو جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو سب سے زیادہ اس بات سے منع کرتے ہیں کہ کسی متعین شخص کو کفر یا فسق یا معصیت کی طرف منسوب کیا جائے، البتہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس پر پیغمبرانہ حجت قائم ہو چکی ہے جس کی اس نے مخالفت کی ہے تو وہ کبھی کافر ہو تا ہے اور کبھی فاسق اور کبھی نافرمان، اور میں اس کا اعتراف کرتا ہوں کہ اللہ نے اس امت کی خطا کو معاف رکھا ہے اور یہ خطا عام ہے، کہ قولی مسائل میں ہو یا عملی مسائل میں، سلف اس قسم کے بہت سے مسائل میں آپس میں اختلاف کرتے رہے، لیکن کسی نے کسی کے حق میں کفر کی بات نہیں کہی ہے اور نہ فسق و معصیت کی۔

شیخ نے اس کی کچھ مثالیں ذکر فرمائی ہیں اور اس کے بعد فرماتے ہیں: میں یہ بیان کرتا رہا ہوں کہ سلف اور ائمہ سے جو اطلاقاً فلاں فلاں بات کہنے والوں کی تکفیر منقول ہے، وہ حق ہے لیکن اطلاق و تعیین میں فرق کیا جانا چاہئے۔

---

(۱) مجموع الفتاویٰ ۱۲/ ۱۸۰۔

آگے چل کر فرماتے ہیں: تکفیر ایک قسم کی وعید ہے، اس لئے ہوسکتا ہے کہ کفریہ بات رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تکذیب ہو لیکن کہنے والا نومسلم ہو یا دور دراز دیہات میں نشو ونما پانے والا ہو، ایسا شخص جس چیز کا انکار کرے اس انکار کی وجہ سے اس کو کافر نہیں کہیں گے جب تک کہ اس پر حجت قائم نہ ہو جائے، جبکہ ہو سکتا ہے کہ اس نے وہ حدیث سنی ہی نہ ہو لیکن اس کے نزدیک ثابت ہو یا اس کے علم میں کوئی معارض موجود ہو جس کی وجہ سے اس نے تاویل کر رکھی ہو، اگرچہ وہ اس میں غلطی پر ہو۔

میں تو ہمیشہ اس حدیث کو ذکر کیا کرتا ہوں جو صحیحین میں آئی ہے کہ ایک آدمی نے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھ کو جلا دینا، پھر مجھ کو پیس ڈالنا اور اس کے بعد دریا میں بہادینا، اس لئے کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ کا مجھ پر بس چلا تو مجھ کو ایسا عذاب دے گا جو تمام عالم میں کسی کو نہ دے گا، چنانچہ لوگوں نے اس کے ساتھ یہی کیا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا: تم نے جو کچھ کیا، کیوں کیا؟ تو اس نے کہا آپ کے خوف کی وجہ سے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرمادیا۔ [1]

اس آدمی کا معاملہ یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کے حق میں شک کیا اور اس میں کہ جب اس کو ذرہ ذرہ کر کے بکھیر دیا جائے گا تو اس کو

(۱) بخاری ۴/۴۴۴، ۱۵۱، کتاب الانبیاء، ومسلم ۴/۲۱۱۰، حدیث (۲۷۵۶)

دوبارہ پیدا کرسکے گا بلکہ اس نے یہ عقیدہ اپنایا کہ وہ پھر پیدا نہیں کیا جاسکے گا، ظاہر ہے کہ یہ کفر ہے جس پر تمام مسلمان متفق ہیں لیکن یہ شخص جاہل تھا اس کو نہیں جانتا تھا اور (ساتھ ہی) مومن تھا اللہ سے اس بات سے ڈرتا تھا کہ اللہ اس کو سزا دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی وجہ سے معاف فرمادیا۔

اور اہل اجتہاد میں جو تاویل کرنے والا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا جذبہ رکھتا ہو اور اس کا حریص ہو تو ایسا شخص تو اس جاہل شخص سے کہیں زیادہ مغفرت کا مستحق ہے۔[1]

شیخ محمد بن صالح بن عثیمین فرماتے ہیں: اگر کوئی یہ کہے کہ تم لوگ اہل تاویل کی تکفیر یا تفسیق کرتے ہو؟ تو ہم کہیں گے: تکفیر و تفسیق کا معاملہ ہمارے ہاتھوں میں نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سپرد ہے، یہ معاملہ بھی احکام شرعیہ میں سے ہے جن کا مرجع کتاب و سنت ہیں اس لئے اس مسئلہ میں انتہائی احتیاط چاہئے، اس لئے تکفیر و تفسیق اسی کی کی جائے گی جس کے کفر یا فسق پر کتاب و سنت دلالت کریں، اور جس مسلمان کا ظاہر حال اچھا ہو اس کے حق میں اصل یہ ہے کہ اس کے اسلام کو باقی مانا جائے اور اس کی ثقاہت کو بھی یہاں تک کہ دلیل شرعی کی بنیاد پر اس کے حق میں یہ ثابت

(۱) مجموع الفتاویٰ ۳/۲۲۹۔

ہو جائے کہ وہ اس عنوان ووصف سے خالی ہے، اور اس کی تکفیر یا تفسیق میں تساہل جائز نہیں ہے اس لئے کہ اس میں دو بڑے محذور (ممنوع امر) ہیں:

ایک تو (غلط) حکم لگانے کی وجہ سے اللہ پر جھوٹ گڑھنا، اور جس پر حکم لگایا جائے اس کے حق میں بھی کہ وہ جس وصف سے بری وپاک ہے اس کو اس کے ساتھ متصف کیا جارہا ہے۔

دوم اگر وہ شخص اس کے الزام اور ثابت کردہ عیب سے بری ہے تو خود اس (تکفیر وتفسیق کرنے والے) میں یہ عیب ثابت ہوگا اس لئے کہ صحیح مسلم [1] میں آیا ہے، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے:

"جب کوئی آدمی اپنے بھائی کی تکفیر کرتا ہے تو اس تکفیر کے ساتھ دونوں میں سے ایک لوٹتا ہے" [2]

اور ایک روایت میں ہے:

"اگر جس شخص کو کافر کہا جائے وہ ایسا ہے (یعنی کافر ہے) تو ٹھیک ہے ورنہ تکفیر خود اس (کافر کہنے والے) کی طرف لوٹتی ہے۔" [3]

---

(۱) مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال من قال لأخیہ المسلم یا کافر، ۱/۷۹، حدیث (۱۱۱)

(۲) ایضاً۔ (۳) ایضاً۔

نیز مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جس آدمی نے کسی کو کفر کے ساتھ (یعنی یا کافر کہہ کر) پکارا یا یہ کہا: یہ اللہ کا دشمن ہے، حالانکہ وہ شخص ایسا نہیں ہے تو یہ بات کہنے والے پر لوٹے گی"[1]

ان سب باتوں کی وجہ سے کسی مسلمان پر کفر یا فسق کا حکم لگانے سے پہلے دو باتوں میں غور کرنا اور ان کو دیکھنا ضروری ہے:

ایک تو کتاب یا سنت سے اس بات کی دلیل کہ جس امر کی وجہ سے حکم لگایا جا رہا ہے وہ کفر یا فسق ہے۔

دوسرے اس حکم کا معین قائل یا فاعل پر یوں منطبق ہونا کہ تکفیر و تفسیق کی شرطیں اس کے اندر پورے طور پر پائی جائیں اور موانع بھی نہ پائے جائیں، اور ان شرطوں میں اہم یہ ہے کہ وہ شخص اپنی اس مخالفت کو جانتا ہو جس کی وجہ سے وہ کافر یا فاسق قرار پا رہا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ النساء:۱۱۵۔

---

(۱) ایضا۔

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ امر حق اس کو ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔

نیز ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ٥ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلاَ نَصِيرٍ﴾ التوبہ:۱۱۵،۱۱۶۔

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا کہ کسی قوم کو ہدایت کے بعد گمراہ کر دے جب تک کہ ان چیزوں کو صاف صاف نہ بتلا دے جن سے وہ بچتے رہے، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔ اور بلا شبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین کی، وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی یار ہے نہ مددگار۔

اسی لئے اہل علم نے کہا ہے کہ فرائض کا منکر اگر نو مسلم ہو تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب تک کہ بات اس کے لئے واضح نہ کر دی جائے۔

اور ایک مانع یہ بھی ہے کہ کفر یا فسق کی بات آدمی سے اس کے ارادہ کے بغیر واقع ہو جائے تو اس کی کئی صورتیں ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ اس کو اس بات پر مجبور کیا جائے اور اس اکراہ و زبردستی کی وجہ سے وہ اس کو کرے، راضی وخوشی نہ کرے، تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلاَّ مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ النحل:۱۰۶۔

جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے بشرطیکہ اس کا قلب ایمان پر مطمئن ہو لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا اور ان کو بڑی سزا ملے گی۔

ایک مانع یہ بھی ہے کہ آدمی کی صحیح فکر وسوچ پر کسی وجہ سے تالا لگ جائے اور اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے، خواہ یہ خوشی کی زیادتی کی وجہ

سے ہو یا رنج و خوف کی زیادتی کی وجہ سے یا کسی دوسری وجہ سے۔

اس کی دلیل مسلم کی روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اللہ بندے کی توبہ سے اس شخص سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری کے ساتھ صحرا میں ہو اور اس کی سواری بھاگ جائے، اس آدمی کا کھانا پینا سب اسی سواری پر ہو، وہ اس سے مایوس ہو جائے اور مایوس ہو کر ایک درخت کے پاس آئے اور اس کے سائے میں لیٹ جائے اور سواری سے بالکل مایوس ہو چکا ہو، اسی حال میں ہو کہ اچانک سواری اس کے پاس آ کر کھڑی ہو جائے، وہ اس کی نکیل پکڑ لے اور خوشی کی زیادتی میں کہے: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، خوشی کی زیادتی کی وجہ سے اس نے ایسا کہا"[1]

اسی سے ہمارے لئے تکفیر کے مسئلہ میں اہل علم کا کلام (اس کی وجوہ) اور تکفیر کے شرعی ضوابط کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) القواعد المثلی فی صفات اللہ الحسنٰی ۱۱۶ تا ۱۱۹، حدیث کو امام بخاری (۷/۱۴۶) نے کتاب الدعوات میں اور امام مسلم (۴/۲۱۰۴) حدیث (۲۷۴۷) نے روایت کیا ہے (کتاب التوبۃ)

خاتمہ

اس بحث میں جو مسائل زیر بحث آئے ہیں ان سے بہت سے نتائج نکلتے ہیں، جن میں سے بعض اہم نتائج حسب ذیل ہیں:

۱- قبر پرست مبتدعین کے رد اور شرک نیز اس کی انواع ووسائل کے بیان میں اور اسلامی معاشرہ میں اس کے مظاہر و شکلوں کے بیان میں علماء حنفیہ کی بھی قابل قدر کوششیں وخدمات پائی جاتی ہیں۔

۲- بہت سے مسلمان توحید کی حقیقت سے جاہل اور ناواقف ہیں، اس لئے وہ شرک کی بہت سی اقسام میں اس طرح پھنسے ہیں کہ خود ان کو اس کا علم نہیں۔

۳- بعض مسلمانوں کے نزدیک شرک کا مفہوم صرف یہ ہے کہ پتھر اور درخت و بت کی پوجا کی جائے، چنانچہ وہ اللہ کے ساتھ طاعت، تابعداری، محبت اور عبادت میں شرک کرنے لگے، اور یہ بات ان میں صرف اس وجہ سے آئی ہے کہ وہ عبودیت اور شرک کی حقیقت کو نہیں جانتے۔

۴- شرک اپنی جملہ صورتوں اور شکلوں کے ساتھ انسان کی بے وقعتی اور تذلیل ہے اس لئے کہ اس کے نتیجے میں انسان کو مخلوقات کے سامنے جھکنا پڑتا ہے اور دوسرے انسانوں کی بندگی و عبادت کرنی پڑتی ہے جبکہ وہ لوگ کسی

نقصان و نفع کے مالک نہیں اور نہ ہی موت وحیات اور دوبارہ زندہ کرنے کے مالک ہیں۔

۵-شارع نے اس بابت انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے کہ آدمی سے کوئی ایسا قول یا فعل یا ارادہ صادر ہو جو شرک قرار پائے یا شرک کا ذریعہ بن جائے۔

آخری بات یہ ہے کہ یہ ایک بے مایہ کی سعی و کوشش ہے، لہٰذا اس میں خلل ونقص کا پایا جانا ضروری ہے، اس لئے کہ قصور وعیب تو مخلوق کی صفت ہی ہے، مجھے محترم قارئین سے امید ہے کہ وہ ہر خلل ونقص میں معذور سمجھیں گے۔

اور اللہ سے میں دعا کرتا ہوں کہ یہ عمل خالص ان کی رضا کے لئے ہو اور وہ ہم سب کو اپنی کتاب کی ہدایت پر چلنے کی اور رسول ﷺ کی سنت کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

صلى الله وسلم على نبينا محمد، والله من وراء القصد، وهو حسبنا ونعم الوكيل، وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

فہرست

جهود أئمة الحنفية في

بيان الشرك ووسائله

تأليف

الدكتور محمد بن عبدالرحمن الخميس

ترجمة

سعيد مرتضى الندوي

(باللغة الأردية)